انبیاء زندہ ہیں

"تالیف"

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۹۱۱ھ

"ترجمہ و تحقیق"

فضیلۃ الاستاذ

مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

دار البیان

اَنبَاءُ الْاَذْکِیَاءِ فِیْ حَیَاۃِ الْاَنْبِیَاءِ

انبیاء زندہ ہیں

تالیف

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۹۱۱ھ

"ترجمہ و تحقیق"

فضیلۃ الاستاذ

مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

دار البیان

ڈیفنس، کراچی

نام کتاب	:	اَنباءُ الاَذکِیاءِ فِی حَیاۃِ الاَنبِیاءِ
تالیف	:	امام الحدیث جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ و تحقیق	:	فضیلۃ الاستاذ مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ
پروف ریڈنگ	:	علامہ حامد علی علیمی حفظہ اللہ
فارمیشن	:	مرزا فرقان احمد
اشاعت اوّل	:	مارچ ۲۰۱۲ء، بمطابق ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ
حسن اہتمام	:	شیخ طریقت الحاج غلام محمد قادری محمودی حفظہ اللہ
اشاعت ثانی	:	فروری، ۲۰۱۴ء بمطابق ربیع الثانی، ۱۴۳۵ھ
صفحات	:	96
قیمت	:	

دار البیان

للطباعۃ والنشر والتوزیع

جامع مسجد "سکینہ سلطان"

ڈیفنس، فیز viii، خیابانِ شاہین، کراچی، پاکستان

E-mail: darulbayan@hotmail.com

Contact: 0321.2166548


بسم الله الرحمن الرحيم

شرفِ انتساب

شیخ الاسلام، عارف باللہ، فقیہ العصر

مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور ٹھٹھوی سندھی

متوفی ۱۱۷۴ھ

کے نام

”طالب نگاہ و کرم“

ابو محمد اعجاز احمد

Contact: 0321.2166548
aijazalqadri@hotmail.com

فہرست

صفحہ	حسن ترتیب
	۞ تقریظ..... شیخ الحدیث مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی
	۞ تقدیم...... فضیلۃ الاستاذ مفتی اعجاز احمد
	۞ تعارف..... امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
	۞ آغاز کتاب
	۞ استفتاء
	۞ "حیاتِ انبیائے کرام" احادیث کی روشنی میں
	۞ حدیث سلام کی وضاحت اور اعتراضات کے جوابات
	۞ توجیہات و تاویلات
	۞ قواعد عربی کے ذریعہ حدیث کی وضاحت
	۞ علم بلاغت کے ذریعہ حدیث کی وضاحت
	۞ مشاہدۂ حق میں استغراق
	۞ تم پہ ہر دم کروڑں دُرود و سلام
	۞ آپ زندہ ہیں واللہ!
	۞ عالم برزخ میں گفتگو

- کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
- مشاہدات عالم ملکوت
- آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چند مبارک برزخی اُمور
- قلب اَقدس میں خوشی و سُرور
- دُرود پاک کا ثواب
- مَلک خادمانِ سرائے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
- تنبیہ بر کلام شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی
- ”عَلٰی“ اور ”اِلٰی“ کے معانی پر قرآن سے استدلال
- بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
- ِگروں کا سہارا عصائے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
- امام بیہقی کی شہادت
- خلاصہ کلام
- مأخذ و مراجع
- فضیلۃ الاستاذ مفتی اعجاز احمد کی دیگر تصانیف

تقریظ جلیل

شیخ الحدیث، اُستاذ الاساتذہ

مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا الی طریق اھل السنۃ والجماعۃ بفضلہ العظیم و علی آلہ الطیبین الطاھرین و أصحابہ المعظّمین المکرّمین الدّاعین الی صراط مستقیم ومن تبعھم الی یوم الدین أما بعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قرونِ اولیٰ (یعنی صحابۂ کرام، تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے آج تک بے شمار علمائے اَعلام، مشائخ عظام، دانش وارانِ اسلام نے حضور شفیع معظم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ پر خاص طور پر اور دیگر انبیائے کرام و مرسلین عظام پر کتب اور رسائل تحریر فرمائے، جس

1۔ یہ تقریظ پہلے ایڈیشن پر لکھی گئی تھی لیکن اسے دوسرے ایڈیشن میں بھی برقرار رکھا گیا ہے۔

میں مفسرین کرام، محدثین عظام اور علمائے کرام نے نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کی حیات حقیقیہ اور حسّیہ کو دلائل وبراہین سے ثابت کیا کہ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء ومرسلین عظام زندہ ہیں۔

لیکن کچھ عرصے سے ایسے بدعقیدہ اور کور باطن افراد کا ایک فرقہ شاذہ ضالہ اور مضلّہ کی شکل اختیار کرگیا جو جماعت اہلسنّت سے الگ ہوا نیز خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا، مولائے کریم ایسے گستاخ گمراہ اور بے ادب لوگوں سے اہلسنّت کو محفوظ ومامون رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین ﷺ

اس صورتِ حال سے بچانے کے لیے ہمارے عزیز محترم، فاضل نوجوان، محقق و مصنف اور مترجم ذیشان **علامہ ابو محمد اعجاز احمد قادری اویسی** "**زَادَ اللّٰہ عِلمًا وَ فہمًا وَ عملًا**" نے اپنے وقت کے عظیم مفسر و محدث، صاحب فکر و نظر، حامل سلوک و تصوف، امام **علامہ جلال الدین سیوطی** "**قدّس اللّٰہ سرّہٗ القوی**" کے ایک رسالے کا انتخاب فرمایا یعنی" **اَنۡبَاءُ الۡاَذۡکِیَاءِ فِیۡ حَیَاۃِ الۡاَنۡبِیَاءِ**"موصوف نے نہ صرف اس کا ترجمہ فرمایا بلکہ تخریج و تحقیق کے ساتھ مفید تفصیلات بھی پیش فرمائیں۔ ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

اور شیخ طریقت، عارف رُموزِ حقیقت، **آفتاب راشدی، الحاج الحافظ غلام محمد قادری محمودی** مدظلہ العالی اس کتاب لاجواب کو شائع کروا رہے ہیں، آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، سندھ بھر میں بالخصوص آپ کی تبلیغی مساعی خورشید زماں ہیں، اللہ تعالی حضرت موصوف کا سایۂ رحمت اہلسنّت پر سلامت

رکھے، اگر ایسے ہی تمام مشائخ حضرات دیگر مشغولات و معمولات کے ساتھ ساتھ علمی واصلاحی کتب کی اشاعت کی طرف توجہ فرمائیں تو ہمارے پاس چند ہی دنوں میں کتنا عظیم علمی مواد مطبوعہ صورت میں جمع ہو جائے گا۔

بہر حال احقر اپنی اس مختصر تحریر کو اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت، امام اہلسنّت **الحافظ القاری الشاہ احمد رضا خاں** محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر ختم کرتا ہے کہ۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہ
ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث
”دارالعلوم نعیمیہ“ بلاک 15، فیڈرل بی ایریا، کراچی
۷ ربیع الاوّل، ۱۴۳۳ھ / مطابق: ۳۱ جنوری، ۲۰۱۲ء

تقدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیات الانبیاء کے موضوع پر امام الحدیث جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر مگر جامع تحریر بنام "اَنبَاءُ الْاَذکِیَاءِ فِیْ حَیَاۃِ الْاَنبِیَاءِ" اہل ایمان کے لیے نہایت گراں قدر علمی و تحقیقی ذخیرہ ہے، اس موضوع پر اوّلیت کا سہرا اگرچہ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر رسالے "حیاۃ الانبیاء فی قبورھم" کے سر ہے جس میں موضوع ہذا سے متعلق 21 احادیث کو مع اسناد جمع کیا گیا ہے لیکن قدرے تفصیلی نوعیت کے لحاظ سے امام سیوطی کی کتاب کو ہی فوقیت حاصل ہے۔

حیات الانبیاء کا مسئلہ دراصل ابتداء ہی سے غیر متنازع تھا شاید اسی لیے علمائے اسلام نے اس متفق علیہ مسئلے پر الگ سے کوئی تحریر لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی لیکن شیخ ابن تیمیہ دمشقی صاحب کتاب "منہاج السنۃ" نے اپنے دور میں جہاں دیگر اجماعی مسائل پر اپنی جداگانہ رائے دِی وہیں مسئلہ حیات الانبیاء پر بھی جمہور اُمت مسلمہ کے مؤقف سے انحراف کیا اور یوں اس موضوع پر قیل و قال کا سلسلہ شروع ہوا، لہٰذا ائمہ کرام نے ایسی فتنہ سازی کرنے والے

عناصر کی سرکوبی کے لیے میدان علمی میں صفیں ہموار کیں اور مخالفین کے علمی اشکالات کے نہایت سنجیدہ و تحقیقی جوابات رقم فرمائے، اس بارے میں اوّلیت کا سہرا امام اجل سیدنا تقی الدین سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جاتا ہے جنہوں نے شیخ ابن تیمیہ دمشقی کے ایسے تمام افکار و خیالات کا قلع قمع کیا جن سے اُمت مسلمہ کے اجماعی موٴقف پر کوئی زَد آتی تھی۔

امام تقی الدین سبکی اور دیگر ائمہ نے حیات الانبیاء کے مسئلے پر اگرچہ دلائل ضرور مہیا کیے لیکن انہیں مستقل تالیف کا جامہ نہیں دیا بلکہ سیرت وغیرہا کتب کے ذیل میں ابواب کے تحت اس کے بارے میں معلومات فراہم کیں، اس سعادت کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سی دیگر علمی عقدہ کشائیاں کرنے والے کثیر التصانیف محدث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب فرمارکھا تھا کہ یہ اس بارے میں مفصل کلام پیش کرکے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو مزید اجاگر کریں۔

اللہ تعالیٰ کی امام سیوطی پر کچھ ایسی عنایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات سے منسوب بہت سے پہلوؤں پر سب سے پہلے آپ ہی کو تفصیل سپرد قلم کرنے اور اس کی عقدہ کشائی کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے مثلاً ایمان والدین کریمین کا مسئلہ بھی قریباً نو سو سال تک تشنہ تحقیق تھا لیکن آپ ہی نے بہ فضل خداوندی اِس پر دس سے زائد تحقیقی تصانیف پیش کیں اور مخالفین کے دلائل قویہ کو تار عنکبوت کی مثل کچل کر رکھ دیا۔ للہ الحمد

لٰہذا مسئلہ حیات الانبیاء پر بھی امام موصوف نے قلم اٹھا کر نا صرف جمع دلائل کا خزینہ پیش کیا بلکہ ممکنہ طور پر اس سے متعلقہ اشکالات کے جوابات بھی پیش کیے تاکہ یہ مختصر رسالہ صرف جمع احادیث کا مترادف ہی قرار نہ پائے بلکہ اس میں اُن احادیث کے بارے میں قابل اطمینان علمی اَبحاث بھی موجود ہوں جو بیک وقت اہل علم و فن اور طلبائے کرام کو معلومات بھی مہیا کریں۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کتاب ہذا میں امام بیہقی کا رسالہ ”حیاۃ الانبیاء فی قبورھم“ مکمل شامل ہو چکا ہے یعنی اُس رسالے کی تمام احادیث امام سیوطی نے بحوالہ اپنے رسالے میں شامل کر لیا ہے جس سے اِس کی اِفادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے اور اگر میں یوں کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ بظاہر تو اس کتاب ”اَنبَاءُ الْاَذْکِیَاءِ فِیْ حَیَاۃِ الْاَنْبِیَاءِ“ کے مصنف امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں لیکن دراصل اِس کے ایک نہیں دو مصنف ہیں، ایک امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔

انبیائے کرام کا اپنے وصال کے بعد جسمانی طور پر زندگی پانا یہ اُمت مسلمہ کا مسلمہ مؤقف ہے لٰہذا اس مؤقف کے خلاف بلند کی جانے والی بے بنیاد قیل و قال کی جانب توجہ ہرگز نہیں کی جائے گی کیونکہ حیات شہداء کا ثبوت قرآن مجید کی واضح آیات اور کثیر احادیث مبارکہ سے ہے جس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں رہا تو ایسے میں انبیائے کرام کے جسمانی طور پر زندہ ہونے کو ماننے کے بارے میں بھلا کسی اہل شعور کو کیونکر دشواری ہو گی، بعد اَز وصال حیات

الانبیاء پر اگرچہ صراحۃً قرآنی آیات کے دلائل نہیں ملتے لیکن احادیث مبارکہ کا ایک گراں قدر ذخیرہ اس کے اثبات پر موجود ہے جن کی مجموعی حیثیت درجہ صحت کو پہنچتی ہے۔

نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ حیات الانبیاء کے حوالے سے جتنی بھی احادیث کے متون واسانید ہے اُن کا مجموعی حکم درجہ صحت کو پہنچتا ہے، جہاں تک متن کی بات ہے تو اس کے مفہوم کا اثبات قرآن وحدیث اور دیگر صدہا دلائل سے واضح ہے اوراسی طرح اسانید کی تقویت میں بھی بہت سے متابع وشواہد موجود ہیں جن سے مجموعی طور پر ان کی تقویت واستنادیت ترقی پاکر درجہ صحیح وبرسبیل تنزل حسن کو پالیتی ہے لہٰذا اس بارے میں مروی احادیث سے استدلال بالکل درست قرار پاتا ہے، ہرچند کہ یہ مسئلہ فضائل ومناقب کے قبیل سے تعلق رکھتا ہے جس میں ضعیف حدیث سے بھی چند شرائط کے ساتھ استدلال ہو سکتا ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ اہلسنّت کے اس مؤقف پر بھی اَحادیث قویہ واِستنادیہ موجود ہیں۔

کچھ احباب کی خواہش تھی کہ اشاعت ثانی میں کتاب ہذا کی جملہ احادیث کا حکم بھی تخریج کے ساتھ ہی لکھ دیا جائے تاکہ اہل علم حضرات کو اِس سے اِستفادہ کرنے میں مزید آسانی رہے لیکن خدا بھلا کرے محدث جلیل محمد عباس رضوی مدظلہ کا کہ انہوں نے بہت پہلے ہی بالواسطہ اِس کام کا اِستیعاب واہتمام کرر کھا تھا۔

لہٰذا حیات الانبیاء کے مسئلے میں وارد احادیث اور اسانید کا حکم نیز ان کے متابع وشواہد کی معرفت، راویوں کے بارے میں جرح وتعدیل کی تحقیقی معلومات اور مخالفین کے شکوک واعتراضات کے علمی جوابات کے لیے امام بیہقی کی کتاب ''حیاۃ الانبیاء فی قبورھم'' کی اُردو شرح **''آپ زندہ ہیں واللہ!''** کا مطالعہ بہت مفید رہے گا، اللہ تعالیٰ شارحِ کتاب محقق عصر علامہ عباس رضوی صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے نہایت عرق ریزی سے علوم حدیث کی روشنی میں مسئلہ ہذا پر تحقیقی کام پیش کیا جس سے اُمت مسلمہ رہتی دنیا تک اِستفادہ کرتی رہے گی۔

زیر نظر کتاب کا پہلا ایڈیشن مجھ گناہگار پر حد سے زیادہ محبت وکرم فرمانے والے اور مجھے سب سے بڑھ کر ہر محفل، ہر مجلس، ہر جگہ عزت سے نوازنے والے شیخ طریقت، سراج ولایت الحاج غلام محمد قادری محمودی مدظلہ نے خاص اپنی محبت سے ۲۰۱۲ء / ۱۴۳۳ھ میں شائع کروایا تھا جو عرصہ ہوا عوام الناس میں تقسیم ہو کر ختم ہو گیا، لہٰذا اب اس کا دوسرا ایڈیشن پیش کیا جارہا ہے اس بار کوشش کی گئی ہے کہ ممکنہ طور پر جو اَغلاط بارِ اوّل میں صرف نظر ہو گئیں تھیں، انہیں درست کیا جائے اور جدید طباعتی انداز میں پیش کیا جائے۔

اسی لیے کتاب ہذا کی اَز سر نو پروف ریڈنگ کروائی گئی جسے میرے کرم فرما علامہ حامد علی علیمی مدظلہ نے نہایت جانفشانی سے مکمل کیا، اس کے علاوہ ترقیم کے پہلے انداز کو بدل کر جدید طرز اختیار کیا گیا ہے، عنوانات چونکہ اصل کتاب

میں موجود نہیں تھے لیکن عوام الناس کی سہولت کے غماز تھے لہٰذا انہیں باقی رکھا گیا ہے، اوّلا مقدمہ صفحات کی تنگ دامنی کے سبب شامل نہیں کیا گیا تھا لیکن اب اسے بھی شامل کرلیا گیا ہے لہٰذا اب یہ کتاب پہلے سے زیادہ مفید معلومات کا ذخیرہ اور اعلیٰ طباعتی معیار ہونے کے سبب جاذب نظر ہو گئی ہے۔وللہ الحمد

اخیر میں **"دار البیان" ڈیفنس، کراچی** کے جملہ معاونین اور رفقاء کے لیے دعا گو ہوں، اللہ تعالیٰ سب حضرات کو دارین میں ایمان وسکون کی زندگی اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

مفتی اعجاز احمد

Contact: 0321.2166548
aijazalqadri@hotmail.com

تعارف

شیخ الاسلام
امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ[1]

کتاب ہذا[2] کے مؤلف[3] کا شجرہ نسب یوں ہے۔
عبد الرحمٰن بن کمال ابو بکر بن محمد بن سابق الدین ابن الفخر عثمان بن ناظر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین ابو الصلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن شیخ ھمام الدین خضیری اسیوطی:
میں[4] نے کتاب ھذا میں اپنے تعارف کو ماقبل محدثینِ کرام کی روش پر چلتے ہوئے لکھا ہے کیونکہ اکثر مؤرخین نے اپنی تاریخی تصانیف میں ذاتی حالات

1۔ شیخ الاسلام امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "حُسْنُ الْمَحَاضِرَةِ فِيْ تَارِيْخِ مِصْرَ وَالْقَاهِرَةِ" میں مجتہدین کے ذیل میں اپنے ذاتی حالات بھی تحریر کیے ہیں، ہم افادۂ عام کے لیے من و عن اسی کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔
(حسن المحاضرۃ للسیوطی ۱/ ۳۴۴۔۳۳۵، دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

2۔ یعنی حسن المحاضرۃ۔

3۔ امام جلال الدین سیوطی۔

4۔ امام جلال الدین سیوطی۔

وکوائف بھی مندرج کیے ہیں، مثلاً امام عبدالغافر الفارسی نے **"تاریخ نیشاپور"** میں یاقوت الحموی نے **"معجم الادباء"** میں لسان الدین ابن الخطیب نے **"تاریخ غرناطہ"** میں حافظ تقی الدین الفارسی نے **"تاریخ مکہ"** میں حافظ ابوالفضل ابن حجر نے **"قضاۃ مصر"** میں اور ابوشامہ نے **"الروضتین"** میں ذاتی حالات بھی قلمبند کیے ہیں۔

یہ تمام حضرات نہایت متقی پرہیز گار گزرے ہیں، لہٰذا اِن حضرات کی پیروی کرتے ہوئے میں بھی اپنے ذاتی حالات لکھ رہا ہوں۔

میرے جد اعلیٰ ھمام الدین بلند پایہ اہل حقیقت اور مشائخ طریقت میں سے تھے، ان کے بارے میں تفصیلی کلام[5] صوفیائے کرام کے باب میں آئے گا۔

میرے آباء واَجداد صاحب وجاہت وریاست تھے، ان میں سے کچھ حضرات تو اپنے شہروں کے حاکم گذرے ہیں اور کچھ حاکمین زمانہ کے مشیران خاص۔ میرے بزرگوں میں سے ایک فرد امیر وقت کے مصاحب اور تاجر ہو گزرے ہیں، انہوں نے **"اسیوط"** میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا اور اس کے لیے کثیر جائیداد کو وقف کیا تھا، اسی طرح دیگر بھی کئی صاحب حیثیت افراد ہوئے ہیں، لیکن اپنے بزرگوں میں سے والد گرامی کے علاوہ میں کسی دوسرے کو نہیں جانتا جس نے علم دین کی خدمت کا حق ادا کیا ہو، والد گرامی کا تذکرہ[6] فقہاء شافعیہ کے باب میں آئے گا۔

5۔ کتاب حسن المحاضرۃ میں۔
6۔ کتاب حسن المحاضرۃ میں۔

ہمارے ناموں کے ساتھ جو "خضیری" کی نسبت استعمال ہوتی ہے، میں اس نسبت کے بارے میں نہیں جانتا، البتہ اتنا ضرور معلوم ہے کہ "خضریۃ" بغداد کے ایک علاقے کا نام ہے۔

مجھے ایک نہایت قابل اعتماد شخص نے خبر دی کہ میں نے تمہارے والد گرامی سے سنا تھا کہ اُن کے جد اعلیٰ عجمی یا اہل مشرق سے تھے، شاید اسی وجہ سے محلہ مذکورہ کی نسبت استعمال ہوتی ہے۔[7]

میری[8] پیدائش ماہ رجب کے آغاز میں ہفتہ کے دن وقت مغرب کے بعد ۸۴۹ھ میں ہوئی، میری ولادت کے بعد مجھے والد گرامی کی زندگی میں ہی شیخ محمد مجذوب کی خدمت میں لے جایا گیا جو کہ "مشہد نفیسی" کے جلیل الشان اولیاء اللہ میں سے تھے، تو انہوں نے میرے لیے دعائے خیر و برکت فرمائی[9] اور میری پرورش حالت یتیمی میں ہوئی۔

میں نے آٹھ سال سے بھی کم عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا پھر درجہ بدرجہ کتاب العمدۃ، منہاج الفقه والاصول، کتاب الفیه ابن مالك، وغیرہ بھی یاد کر لیں اور پوری توجہ کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول ہو گیا۔

میری زندگی کا علمی سفر ۸۶۴ھ سے شروع ہوتا ہے۔ میں نے علم فقہ و نحو کو کثیر شیوخ و اساتذۂ کرام سے حاصل کیا، علم فرائض کو میراث کے یکتائے

7۔ یعنی شاید جد اعلیٰ کا ابتدائی تعلق اسی محلہ "خضریۃ" سے رہا ہو، بعد میں ہجرت کر کے مصر آگئے ہوں گے۔

8۔ امام جلال الدین سیوطی کی۔

9۔ کچھ عرصے بعد والد گرامی کے وصال ہو گیا۔

زمانہ عالم علامہ شہاب الدین شار مساحی سے حاصل کیا، جو کہ نہایت ضعیف العمر ہو چکے تھے اور ان کی عمر ایک اندازے کے مطابق سو سال سے متجاوز تھی، میں نے ان کی خدمت میں ''کتاب المجموع'' کی شرح کو پڑھا۔

مجھے ۸۶۶ھ میں عربی علوم کی تدریس کرنے کی اجازت مل گئی اور اسی سال سے میں تصنیف و تالیف کا بھی آغاز کر دیا، لہٰذا میری سب سے پہلی علمی کاوش ''شرح الاستعاذۃ والبسملۃ'' ہے۔ میں نے اسے لکھ کر اپنے استاد شیخ الاسلام علم الدین بلقینی کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے کرم فرماتے ہوئے اس پر تقریظ لکھ کر رونق بخشی۔

میں ان[10] کے وصال تک برابر علم فقہ میں ان سے استفادہ کرتا رہا، انتقال کے بعد ان کے بیٹے کی صحبت اختیار کر لی اور ان کی خدمت میں علم الدین بلقینی کی ''التدریب'' کو باب الوکالۃ تک پڑھا اور ''الحاوی الصغیر'' کا سماع کیا، نیز ''منہاج'' کی ابتداء سے کتاب الزکاۃ تک اور ''التنبیہ'' کی ابتداء سے باب الزکاۃ تک ''الروضۃ'' کا کچھ حصہ، تکملۂ شرح المنہاج للزرکشی کا کچھ حصہ، باب احیاء الموات سے وصایا تک، وغیرہ کا سماع کیا۔ **انہوں نے ۸۷۶ھ میں مجھے باقاعدہ تدریس وافتاء کی اجازت عطا فرمائی اور میرے لیے مہر بھی تیار کروائی۔**

۸۷۸ھ میں ان کا وصال ہو گیا، تو میں نے شیخ الاسلام شرف الدین المناوی کی صحبت کو اختیار کر لیا اور ان کی خدمت میں رہ کر ''منہاج'' کا کچھ حصہ پڑھا، اسی طرح میں نے متفرق علوم کا سماع کیا، البتہ چند علمی مجالس مجھ سے رہ

10۔ علم الدین بلقینی۔

گئیں، میں نے ان کے علمی دُروس بکثرت سنے، جن میں "شرح البھجۃ" اور اس پر شیخ کا حاشیہ، تفسیر بیضاوی وغیرہ کے علمی دُروس شامل ہیں۔

حدیث اور علوم عربیہ کی تحصیل کے لیے میں نے شیخ امام تقی الدین شبلی حنفی کی سنگت وصحبت کو لازم کر لیا اور متواتر چار سال تک حاضر خدمت رہا۔ انہوں نے میری عربی کتابوں **"شرح الفیہ ابن مالک"** اور **"شرح جمع الجوامع"** پر تقریظ بھی لکھی، انہوں نے کئی مرتبہ زبان و قلم سے میرے رُسوخ علم کی گواہی دی۔

ایک مرتبہ تو خاص میرے ہی قول کی جانب رجوع فرمایا، بایں طور کہ انہوں نے شفاء شریف کے حاشیہ میں معراج سے متعلق ابی الحمرا کی حدیث کو تخریجاً امام ابن ماجہ کی طرف منسوب کیا، تو میری دانست میں اس طرح سند کی نسبت میں اشکال تھا، لہٰذا میں نے اپنے گمان کی تصحیح کے لیے ابن ماجہ کی طرف رجوع کیا، لیکن مجھے وہاں یہ حدیث نہ ملی، پھر میں نے پوری کتاب ہی پڑھ ڈالی لیکن مجھے اس کا سراغ نہ مل سکا، تو پھر بھی میں نے اپنی بصارت ہی کی کوتاہی خیال کی اور دوبارہ سے پوری کتاب کا مطالعہ کیا لیکن اس بار بھی مجھے یہ حدیث نہ مل سکی، حتیٰ کہ تیسری بار بھی بالاستعیاب مطالعہ کرنے کے باوجود اس سند سے مطلوبہ حدیث نہیں مل سکی۔

لیکن **"معجم الصحابہ"** لابن قانع میں مجھے اسی سند کے ساتھ حدیث مطلوب مل گئی، تو میں اپنے شیخ کی خدمت حاضر ہوا اور اس بارے میں اطلاع دی، تو انہوں نے صرف مجھ سے سنتے ہی نسخہ لیا اور قلم برداشتہ ابن ماجہ کے الفاظ کاٹ کر ابن قانع کے الفاظوں کا حاشیے میں اضافہ کر دیا، تو اس سبب سے میرے دل

ودماغ میں اپنے شیخ کی قدر ومنزلت مزید بڑھ گئی لیکن بایں طور کہ میں خود کو حقیر گمان کرنے لگا اور اپنے شیخ سے عرض کی، حضور! اگر آپ توقف فرماتے، تو شاید آپ اسے[11] پالیتے، تو آپ نے ارشاد فرمایا نہیں! میں نے شیخ برہان حلبی کی پیروی میں ابن ماجہ لکھ دیا تھا۔ پھر میں نے شیخ موصوف کے وصال تک ان کی صحبت بابرکت کو لازم کر لیا تھا۔

اس طرح میں نے اپنے استاد شیخ علامہ محی الدین کافیجی کی صحبت کو ۱۴ سال تک اختیار کیے رکھا اور ان سے فنون اسلامیہ، اصول، قواعد عربیہ، معانی وغیرہ میں استفادہ کیا، انہوں نے ایک بڑی دستاویز کے ساتھ مجھے اجازت عطا فرمائی۔

اسی طرح میں شیخ سیف الدین حنفی کے علمی دُروس مثلاً کشاف، **توضیح** اور اس کے حواشی، **تلخیص المفتاح** اور کتاب **عضد**، وغیرہ میں حاضر ہوتا رہا ہوں۔

میں نے ۸۶۶ھ میں تصنیفی زندگی کا آغاز کیا اور اب تک میری تصانیف کی تعداد ۳۰۰ ہو چکی ہے اور یہ تعداد ان کے علاوہ ہے جسے میں نے دھو ڈالا اور رجوع کر لیا ہے۔

میں نے بحمد اللہ شام، حجاز، یمن، ہند، مغرب، تکرور، کا سفر بھی کیا ہے، جب میں نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، تو آب زمزم پیتے وقت یہ اُمور ملحوظ ومطلوبِ اجابت تھے کہ مجھے فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی اور حدیث میں حافظ ابن حجر کا سا مرتبہ مل جائے،[12]۔

11۔ ابن ماجہ ہی میں۔

12۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا، جیسا کہ آپ کی تصانیف اس بات پر شاہد وعادل ہیں۔

میں نے ۸۷۱ ھ میں افتاء کا کام شروع کیا اور ۸۷۲ ھ سے املاء حدیث[13] کی سعادت بھی حاصل ہو گئی۔

مجھے اللہ تعالی کے فضل سے سات علوم میں تبحر عطا کیا گیا یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع۔ اور یہ تبحر بطریق بلغائے عرب عطا ہوا ہے، اہل عجم و فلاسفہ کے طریق پر نہیں، نیز ان سات علوم میں مجھے وہ رسوخ و مرتبہ ملا ہے، جو میرے مشائخ میں سے بھی کسی کو نہیں ملا، پھر دوسرے لوگوں کا شمار ہی کیا، البتہ علم فقہ کے بارے میں میرا دعوی نہیں کیونکہ میرا شیخ اس میں مجھ سے زیادہ وسیع النظر اور کامل الاطلاع تھا۔

مذکورہ سات علوم کی معرفت کے علاوہ اُصول فقہ، علم جدل، تعریف، انشا، ترسل، فرائض، علم قرأت، علم طب وغیرہ کو میں نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا، اور ہاں علم حساب تو مجھ پر بہت زیادہ شاق ہے، میرا ذہن اس کی معرفت سے دُور ہے، مجھے جب کسی ریاضی کے مسئلے سے واسطہ پڑتا ہے، تو گویا کسی پہاڑ کو سر پر اٹھانے کے مترادف ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے پاس اس وقت اجتہاد کے لوازمات مکمل ہو گئے ہیں اور میں یہ بات نعمت ربانی کے اظہار کے لیے کہہ رہا ہوں، کسی فخر کی بنیاد پر نہیں اور بھلا دنیا میں ہے کونسی شے؟ جسے بطور فخر حاصل کیا جائے کہ اس کے لیے گھوڑے دوڑائے جائیں، بڑھاپا طاری کیا جائے اور زندگی کے ایک بہترین حصے کو اس طلب میں ضائع کیا جائے[14]۔

13۔ یعنی احادیث شریفہ کو لکھوانے۔

14۔ یعنی دنیا کی نعمتیں تو فانی ہیں پھر بھلا بطور فخر اُن کے حصول کے لیے کیوں اتنی تکلیفیں اٹھائیں جائیں۔

اور اگر میں چاہوں کہ ہر ایک مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھوں اور اس میں مسئلہ کے انواع متفرقہ کو ادّلہ عقلیہ ونقلیہ وقیاسیہ اور مأخذ واعتراض و جواب اور مذاہب کے مابین اختلاف کے موازنہ کے ساتھ لکھوں، تو اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے مجھے اس بات پر بھی قدرت حاصل ہے اور اس میں میری قوت وطاقت کا عمل دخل نہیں۔

”لا حول ولا قوۃ الا باللہ، ما شاء اللہ، لا قوۃ الا باللہ“

میں نے تحصیل علم کے ابتدائی زمانے میں علم منطق کا کچھ حصہ پڑھا تھا، لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کی کراہیت ڈال دی اور میں نے سنا کہ امام ابن الصلاح نے بھی منطق کی حرمت کا فتویٰ صادر کیا تھا، پھر تو میں نے اسے بالکل ہی خیر باد کہہ دیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے مجھے اشرف العلوم **”علم حدیث“** کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

میرے وہ اساتذۂ و مشائخ کرام جن سے میں نے سماع کیا یا اجازت و روایت لی ہے، کثیر تعداد میں ہیں، میں نے ایک مکمل کتاب **”معجم“** میں ان کے تذکرے کو جمع کر دیا ہے اور اس میں تعداد ۱۵۰ تک ہے۔ میری مشغولیت سماع روایات میں اتنی زیادہ نہ رہی کیونکہ میں اس سے زیادہ اہم یعنی درایت کے لیے مصروف رہا ہوں۔ میری[15] تصانیف کے اسماء درج ذیل ہیں، جنہیں افادۂ عام کے لیے تحریر کر رہا ہوں۔

15۔ امام جلال الدین سیوطی کی۔

فن تفسیر و قرآت اور اس سے متعلقہ تصانیف:

الإتقان فی علوم القرآن، الدر المنثور فی التفسیر المأثور، ترجمان القرآن فی التفسیر المسند، أسرار التنزیل یسمّی قطف الأزهار فی کشف الأسرار، لباب النقول فی أسباب النزول، مفحمات الأقران فی مبهمات القرآن، المهذّب فیما وقع فی القرآن من المعرّب، الإکلیل فی استنباط التنزیل، تکملة تفسیر الشیخ جلال الدین المحلی، التحبیر فی علوم التفسیر، حاشیة علی تفسیر البیضاوی، تناسق الدرر فی تناسب السور، مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع، مجمع البحرین ومطلع البدرین فی التفسیر، مفاتیح الغیب فی التفسیر، الأزهار الفائحة علی الفاتحة، شرح الاستعاذة والبسملة، الکلام علی أول الفتح،[16] شرح الشاطبیة، الألفیّة فی القراء ات العشر، خمائل الزهر فی فضائل السور، فتح الجلیل للعبد الذلیل فی الأنواع البدیعیة المستخرجة من قوله تعالی الله ولی الذین آمنوا..الآیة،[17] القول الفصیح فی تعیین الذبیح، الید البسطی فی الصلاة الوسطی، معترك الأقران فی مشترك القرآن.

16۔ یہ وہ تصنیف ہے جسے میں نے جامع شیخون میں تدریس کے دوران لکھا تھا، اس پر شیخ بلقینی کی تقریظ بھی ہے۔(سیوطی)

17۔ اس میں "۱۲۰" انواع وفوائد پر کلام کیا ہے۔(سیوطی)

فن حدیث اور اس سے متعلقہ تصانیف:

کشف المغطّی فی شرح المؤطّا، إسعاف المبطّا برجال المؤطّا، التوشیح علی الجامع الصحیح، الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج، مرقاۃ الصعود إلی سنن أبی داود، شرح ابن ماجه، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، شرح ألفیة العراقی وتسمّی نظم الدرر فی علم الأثر وشرحها یسمّی قطر الدرر، التهذیب فی الزوائد علی التقریب، عین الإصابة فی معرفة الصحابة، کشف التلبیس عن قلب أهل التدلیس، توضیح المدرك فی تصحیح المستدرك، الآلی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة، النکت البدیعات علی الموضعات، الذیل علی القول المسدّد، القول الحسن فی الذبّ عن السنن، لبّ اللباب فی تحریر الأنساب، تقریب العزیب، المدرج إلی المدرج، تذکرة المؤتَسِی بمن حدّث ونَسِی، تحفة النابه بتلخیص المتشابه، الروض المکلّل والورد المعلّل فی المصطلح، منتهی الآمال فی شرح حدیث إنما الأعمال، المعجزات والخصائص النبویة، شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور، والبُدور السافرة عن أُمور الآخرة، ما وراء الواعون فی أخبار الطاعون، فضل موت الأولاد، خصائص یوم الجمعة، منهاج السنة ومفتاح الجنة، تمهید الفرش فی الخصال الموجبة لظلّ العرش، بزوغ الهلال فی الخصال الموجبة للظلال، مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنة، مطلع البدرین فیمن یؤتی أجرین، سهام الإصابة فی الدعوات

المستجابة، الكلم الطيب، القول المختار فى المأثور من الدعوات والأذكار، أذكار الأذكار، الطب النبوى، كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة، الفوائد الكامنة فى إيمان السيدة آمنة ويسمّى أيضاً التعظيم والمنة فى أن أبوى النبى صلى الله عليه وسلم فى الجنة، المسلسلات الكبرىٰ، جياد المسلسلات، أبواب السعادة فى اسباب الشهادة، أخبار الملائكة[الحبائك فى اخبار الملائك]، الثغور الباسمة فى مناقب السيدة آمنة [صحیح سیّدتنا فاطمۃ ہے]، مناحل الصفا فى تخريج أحاديث الشفا، الأساس فى مناقب بنى العباس، دُر السحابة فيمن دخل مصر من الصحابة، زوائد شعب الإيمان للبيهقى، لمّ الأطراف وضمّ الأتراف، أطراف الأشراف بالإشراف على الأطراف، جامع المسانيد، الفوائد المتكاثرة فى الأخبار المتواترة، الأزهار المتناثرة فى الأخبار المتواترة، تخريج أحاديث الدرة الفاخرة، تخريج أحاديث الكفاية يسمّى تجربة العناية، الحصر والإشاعة لأشراط الساعة، الدرر المنتثرة فى الأحاديث المشتهرة، زوائد الرجال على تهذيب الكمال، الدر المنظّم فى الاسم المعظّم، جزء فى الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، من عاش من الصحابة مائة وعشرين، جزء فى أسماء المدلّسين، اللمع فى أسماء من وضع، الأربعون المتباينة، دُرر البحار فى الأحاديث القصار، الرياضة الأنيقة فى شرح أسماء خير الخليقة، المرقاة العلية فى شرح الأسماء النبوية، الآية الكبرىٰ فى شرح قصة الإسرا، أربعون

حدیثاً من روایة مالك عن نافع عن ابن عمر، فهرست المرویّات، بغیة الرائد فی الذیل علی مجمع الزوائد، أزهار الآکام فی أخبار الأحکام، الهبة السنیة فی الهیئة السنیة، تخریج أحادیث شرح العقائد، فضل الجلد [عند فقد الولد]، الکلام علی حدیث ابن عباس "احفظ الله یحفظك"،[18] أربعون حدیثاً فی فضل الجهاد، أربعون حدیثاً فی رفع الیدین فی الدعاء، التعریف بآداب التألیف، العشاریات، القول الأشبه فی حدیث "من عرف نفسه فقد عرف ربّه"، کشف النقاب عن الألقاب، نشر العبیر فی تخریج أحادیث الشرح الکبیر، من وافقت کنیته کنیة زوجه من الصحابة، ذم زیارة الأمراء، زوائد نوادر الأصول للحکیم الترمذی، تخریج أحادیث الصحاح یسمّی فلق الصباح، ذم المکس، آداب الملوك:

فن فقہ اور اس سے متعلقہ تصانیف:

الأزهار الغضّة فی حواشی الروضة، الحواشی الصغریٰ، مختصر الروضة یسمّی القنیة، مختصر التنبیه یسمّی الوافی، شرح التنبیه، الأشباه والنظائر، اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق، نظم الروضة یسمّی الخلاصة وشرحه یسمّی رفع الخصاصة، الورقات المقدمة، شرح الروض، حاشیة علی القطعة للإسنوی، العذب السلسل فی تصحیح الخلاف المرسل، جمع الجوامع، الینبوع فیما زاد علی الروضة من الفروع،

18۔ یہ وہ تصنیف ہے جسے میں نے جامع شیخونیہ میں تدریس حدیث کے دوران لکھا تھا۔ (سیوطی)

مختصر الخادم يسمّى تحصين الخادم، تشنيف الأسماع بمسائل الإجماع، شرح التدريب، الكافى، زوائد المهذّب على الوافى، الجامع فى الفرائض، شرح الرحيبة فى الفرائض، مختصر الأحكام السلطانية للماوردى.

مختلف موضوعات ومسائل پر مکمل ومستقل تصانیف:

الظفر بقلم الظفر، الاقتناص فى مسألة التّماص، المستطرفة فى أحكام دخول الحشفة، السلالة فى تحقيق المقر والاستحالة، الروض الأريض فى طهر المحيض، بذل العسجد لسؤال المسجد، الجواب الحزم عن حديث التكبير جزم، القذاذة فى تحقيق محل الاستعاذة، ميزان المعدلة فى شأن البسملة، جزء فى صلاة الضحىٰ، المصابيح فى صلاة التراويح، بسط الكفّ فى إتمام الصفّ، اللمعة فى تحقيق الركعة لإدراك الجمعة، وصول الأمانى بأصول التهانى، بلغة المحتاج فى مناسك الحاج، السلاف فى التفصيل بين الصلاة والطواف، شدّ الأثواب فى سدّ الأبواب فى المسجد النبوى، قطع المجادلة عند تغيير المعاملة، إزالة الوهن عن مسألة الرهن، بذل الهمة فى طلب براءة الذمة، الإنصاف فى تمييز الأوقاف، أنموذج اللبيب فى خصائص الحبيب، الزهر الباسم فيما يزوج فيه الحاكم، القول المضى فى الحنث فى المضى، القول المشرق فى تحريم الاشتغال بالمنطق، فصل الكلام فى ذمّ الكلام، جزيل المواهب فى اختلاف المذاهب، تقرير الإسناد فى تيسير الاجتهاد، رفع

منار الدين وهدم بناء المفسدين، تنزيه الأنبياء عن تسفيه الأغبياء، ذم القضاء، فضل الكلام فى حكم السلام، نتيجة الفكر فى الجهر بالذكر، طىّ اللسان عن ذمّ الطيلسان، تنوير الحلك فى إمكان رؤية النبى والملك، أدب الفتيا، إلقام الحجر لمن زكى سباب أبى بكر وعمر، الجواب الحاتم عن السؤال الخاتم، الحجج المبينة فى التفضيل بين مكة والمدينة، فتح المغالق من أنت طالق، فصل الخطاب فى قتل الكلاب، سيف النظار فى الفرق بين الثبوت والتكرار.

فنون عربیہ اور اس سے متعلقہ تصانیف:

شرح ألفية ابن مالك، يسمّى البهجة المضية فى شرح الألفية، الفريدة فى النحو والتصريف والخط، النكت على الألفية والكافية والشافعية والشذور والنزهة، الفتح القريب على مغنى اللبيب، شرح شواهد المغنى، جمع الجوامع شرحه يسمّى همع الهوامع، شرح الملحة، مختصر الملحة، مختصر الألفية ودقائقها، الأخبار المرويّة فى سبب وضع العربيّة، المصاعد العليّة فى القواعد النحويّة، الاقتراح فى أصول النحو وجدله، رفع السنة فى نصب الزنة، الشمعة المضيئة، شرح كافية ابن مالك، در التاج فى إعراب مشكل المنهاج، مسألة ضربى زيداً قائماً، السلسلة الموشحة، الشهد، شذالعرف فى إثبات المعنى للحرف، التوشيح على التوضيح، السيف الصقيل فى حواشى ابن عقيل، حاشية على شرح الشذور، شرح القصيدة الكافية فى التصريف، قطر الندا فى

ورود الهمزة للندا، شرح تصريف العزّى، شرح ضروريّ التصريف لابن مالك، تعريف الأعجم بحروف المعجم، نكت على شرح الشواهد للعيني، فجر الثمد فى إعراب أكمل الحمد، الزند الوريّ فى الجواب عن السؤال الكندريّ.

فن اُصول وبیان وتصوف اور اس سے متعلقہ تصانیف:

شرح لمعة الإشراق فى الاشتقاق، الكوكب الساطع فى نظم جمع الجوامع، شرحه شرح الكوكب الوقاد فى الاعتقاد، نكت على التلخيص يسمّى الإفصاح، عقود الجمان فى المعانى والبيان وشرحه، شرح أبيات تلخيص المفتاح، مختصره نكت على حاشية المطوّل لابن الفنرى رحمه الله تعالى، حاشية على المختصر، البديعية وشرحها، تأييد الحقيقة العلية وتشييد الطريقة الشاذلية، تشييد الأركان فى ليس فى الإمكان أبدع مما كان، درج المعالى فى نصرة الغزالى على المنكر المتغالى، الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد والنجباء والأبدال، مختصر الإحياء، المعانى الدقيقة فى إدراك الحقيقة، النقابة فى أربعة عشر علماً، شرحها شوارد الفوائد و قلائد الفرائد، نظم التذكرة ويسمّى الفلك المشحون، الجمع والتفريق فى الأنواع البديعية.

فن تاریخ وادب اور اس سے متعلقہ تصانیف:

تاريخ الصحابة وقد مرّ ذكره، طبقات الحفاظ، طبقات النحاة: الكبرى والوسطى والصغرى، طبقات شعراء العرب، تاريخ الخلفاء، تاريخ

مصر [وهو كتاب هذا] تاريخ سيوط، معجم شيوخى الكبير يسمّى حاطب ليل وجارف سيل، المعجم الصغير يسمّى المنتقى، ترجمة النووى، ترجمة البلقينى، الملتقط من الدرر الكامنة، تاريخ العمروهو ذيل على إنباء الغمر، رفع الباس عن بنى العباس، النفحة المسكيّة والتحفة المكيّة، على نمط عنوان الشرف، دُرر الكلم وغرر الحكم، ديوان خطب، ديوان شعر، المقامات، الرحلة الفيّومية، الرحلة المكية، الرحلة الدمياطية، الرسائل إلى معرفة الأوائل، مختصر معجم البلدان، ياقوت الشماريخ فى علم التاريخ، الجمانة، رسالة فى تفسير ألفاظ متداولة، مقاطع الحجاز، نور الحديقة من نظم القول، المجمل فى الرد على المهمل، المنى فى الكنى، فضل الشتاء، مختصر تهذيب الأسماء للنووى، الأجوبة الزكية عن الألغاز السبكية، رفع شأن الحبشان، أحاسن الأقباس فى محاسن الاقتباس، تحفة المذاكر فى المنتقى من تاريخ ابن عساكر، شرح [قصيدة] بانت سعاد، تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء، قصيدة رائية، مختصر شفاء الغليل فى ذم الصاحب والخليل:[19]

19۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة“ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی خود نوشت کا ترجمہ مکمل ہوا، اب ہم دیگر کتابوں سے مزید تعارف لکھ رہے ہیں۔

بارگاہِ رسالت سے "شیخ الحدیث" کا اعزاز

شیخ علامہ زکریا بن شیخ علامہ محمد محلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

میں نے اپنے چند مشکل اُمور کے سلسلے میں شیخ سیوطی سے عرض کی کہ آپ اپنے بعض شاگردین کے نام میرے لیے سفارشی دستاویز لکھ دیں، تو آپ نے منع فرمایا، پھر بعد ازاں مجھے حضرت شیخ سیوطی کے تحریر کردہ ایک رقعہ کی زیارت نصیب ہوئی، تو اس میں لکھا تھا کہ **انہیں ۷۰ سے زائد مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تھی**[20] جو ایسی عظیم نعمت و شان کا حامل ہو، تو وہ بھلا اُن کے غیر سے امداد و اعانت کیوں طلب کرے گا؟؟۔[21]

حضرت قبلہ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک دن علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا:

انہیں ہر روز عالم بیداری میں سرور عالم ﷺ کی زیارت ہوتی تھی اور وہ نماز صبح کے بعد خلوت سے اس وقت تک باہر نہیں آتے تھے، جب تک انہیں یہ نعمت حاصل نہ ہوتی۔[22]

20۔ پھر میری سمجھ میں آیا کہ آپ نے سفارش سے کیوں منع فرمایا تھا اور ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

21۔ النور السافر عن اخبار القرن العاشر، ص۹۱، دار صادر بیروت۔

22۔ خلاصۃ الفوائد، ص ۵۲، ملفوظات قبلہ مہاروی، اصل فارسی، مرتبہ حکیم عمر، ترجمہ مولوی بشیر احمد، بحوالہ تعارف چند مفسرین محدثین مؤرخین کا، مفتی منظور احمد فیضی، ص۱۷، ضیاء القرآن لاہور۔

امام علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شیخ عبد القادر شاذلی نے کسی شخص کی سلطان قایتبای کے ہاں سفارش کے لیے شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا، تو جواباً آپ نے فرمایا:

اے میرے بھائی مجھے اب تک حالت بیداری وخواب دونوں میں قریباً ۷۵ مرتبہ جمال جہاں آرائے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا ہے، اگر مجھے اس سعادت سے محرومی کا خوف نہ ہوتا، تو میں تمہارے ساتھ خود سلطان کے قلعے میں جا کر اس بارے میں سفارش کرتا لیکن میں تو خادمین حدیث رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں سے ہوں اور مجھے محدثین کرام کی ضعیف شمار کردہ احادیث کی تصحیح کے لیے اس ملاقات کی سعادت وضرورت ہوتی ہے اور اس بات میں کوئی شک تک نہیں کہ تمہارے نفع سے یہ نفع زیادہ قیمتی ہے۔[23]

سیّدی امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

خاتم حفاظ الحدیث، امام جلیل جلال الملۃ و الدین سیوطی قدس سرہ العزیز ۷۵ بار بیداری میں جمال جہاں آرائے حضور پُر نور سید الانبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہرہ وَر ہوئے، **بالمشافہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تحقیقاتِ حدیث کی دولت پائی،** بہت احادیث کی کہ طریقہ محدثین پر ضعیف ٹھہر چکی تھیں، تصحیح فرمائی جس کا بیان عارف ربانی امام العلامہ عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے۔[24]

23۔سعادت الدارین فی الصلوۃ علی سیّد الکونین للنبہانی، ص۴۳۸، دار الفکر بیروت۔

24۔ فتاوی رضویہ، ج۵، ص۴۹۳، رضا فاونڈیشن لاہور۔

انبیاء زندہ ہیں

شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز آپ سے سوال کیا:
آپ کو کتنی مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے؟
آپ نے ارشاد فرمایا، ۷۰ سے زیادہ مرتبہ۔[25]

بارگاہِ رسالت سے "شیخ الحدیث" کا اعزاز

شیخ علامہ زکریا بن شیخ محمد محلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:
امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، تو بارگاہِ عالی میں عرض کرنے لگے، میں نے حدیث سے متعلق ایک کتاب "جمع الجوامع" لکھنا شروع کی ہے، اگر اذن و اجازت عطا ہو، تو اس میں سے کچھ پڑھ کر پیش خدمت کروں، تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ھات یا شیخ الحدیث" یعنی **ہاں ہاں اے شیخ الحدیث**۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لیے یہ بشارت و خطاب دنیا کی تمام نعمتوں سے بالاتر ہے۔[26]

شیخ نجم الدین محمد بن محمد الغزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۶۱ھ بیان کرتے ہیں:
شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو شیخ موصوف نے بعض احادیث مبارکہ کے بارے میں حضور علیہ السلام سے دریافت کیا تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ھات یا شیخ السنة"۔[27]

25۔ شذرات الذھب، ۱۰ / ۷۷، دار ابن کثیر بیروت۔
26۔النور السافر عن اخبار القرن العاشر للعیدروسی، ص ۹۱، دار صادر بیروت۔
27۔الکواکب السائرہ باعیان المائة العاشرة للغزی، ۲ / ۲۲۹، دار الکتب العلمیہ،
شذرات الذھب، لابن العماد، ۱۰ / ۷۷، دار ابن کثیر بیروت۔

وفات حسرت آیات

آپ رحمۃ اللہ علیہ سات دنوں تک ہاتھ کے ورم میں مبتلا رہ کر ۱۹ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ ۹۹۱ھ کو روضۃ المقیاس میں واصل بحق ہوئے، آپ نے قریباً ۶۱ سال دس مہینے اور ۱۸ دن کی زندگی پائی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باب القرافہ کے باہر قوصون کے مقام پر دفن کیا گیا، جامع اُموی دمشق میں ۸ رجب بروز جمعہ ۹۱۱ھ میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ کہا گیا کہ غسل دینے والے نے آپ کی قمیص و جبہ کو لے لیا تھا، پھر بعد میں اس سے کسی اہل محبت نے ۵ دینار میں قمیص بطور تبرک خرید لی اور جبہ کو بھی اسی طرح ۳ دینار میں لیا گیا۔[28]

28۔ الکوکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرۃ للغزی، ۲ / ۲۳۱، دار الکتب العلمیۃ۔

أَنْبَاءُ الْأَذْكِيَاءِ فِيْ حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ

انبیاء زندہ ہیں

تالیف

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۹۱۱ھ

"ترجمہ و تحقیق"

فضیلۃ الاستاذ

مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

استفتاء

سوال

دریافت کیا گیا، یہ بات مشہور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جب کے ایک حدیث شریف میں آیا ہے:

”مَا مِنۡ أَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوۡحِیۡ حَتّٰی أَرُدَّ عَلَیۡہِ السَّلَامَ“[1]

ترجمہ: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالی میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اِس حدیث شریف کا ظاہری مضمون اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ روح مبارک بعض اوقات جسم اَقدس سے جدا ہوتی ہے پس اِن دونوں باتوں میں تطبیق کیسے ہو گی؟

یہ سوال بہت اچھا ہے اور اِس میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔

1۔ سنن اَبی داوٗد: کتاب المناسک: باب: زیارۃ القبور: ص: ۳۵۳: رقم: ۲۰۴۱: مسند احمد: ۱۶/ ۴۷۷: رقم: ۱۰۸۱۵: السنن الکبری للبیہقی: ۵/ ۴۰۲: رقم: ۱۰۲۷۰: شعب الایمان: ۶/ ۵۲: رقم: ۳۸۶۴: المعجم الاوسط: ۳/ ۲۶۲: رقم: ۳۰۹۲: مجمع البحرین للھیثمی: ۸/ ۲۵: رقم: ۴۶۴۸۔

الجواب بعون الملک الوھاب

جواب

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنی قبر انور میں زندہ ہونا اور اسی طرح دیگر تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا اپنی قبروں میں زندہ ہونا ہمارے نزدیک **قطعی و یقینی علم** سے ثابت ہے کیونکہ اِس پر ہمارے پاس قوی دلائل اور متواتر احادیث مبارکہ موجود ہیں جو (حیاۃ الانبیاء کے اثبات) پر دلالت کرتی ہیں۔

(امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے ''حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاءِ فِیْ قُبُوْرِھِمْ'' کے نام سے ایک **مستقل رسالہ** بھی تحریر کیا ہے۔

حیات انبیائے کرام اَحادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر 1

''**حیاۃ الانبیاء**'' کے مسئلے میں جو احادیث صراحۃً اسے ثابت کرتی ہیں انہیں میں سے یہ حدیث مبارکہ جسے (امام ابوالحسین) **مسلم** (بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ) نے (اپنی کتاب ''**صحیح مسلم**'' میں صحابی رسول حضرت سیّدنا) اَنس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَیۡلَۃَ اُسۡرِیَ بِہٖ مَرَّ بِمُوۡسٰی عَلَیۡہِ السَّلَامُ وَھُوَ یُصَلِّیۡ فِیۡ قَبۡرِہٖ.[2/3]

ترجمہ: بیشک حضور نبی کریم ﷺ معراج کی شب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

حدیث نمبر 2

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث) ابو نعیم (احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ اپنی کتاب) ”حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء“ میں (حضرت سیّدنا عبد اللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِقَبۡرِ مُوۡسٰی عَلَیۡہِ السَّلَامُ وَھُوَ یُصَلِّیۡ فِیۡہِ.[4]

ترجمہ: بیشک حضور نبی کریم ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے قریب سے گزرے تو (دیکھا کہ) وہ اس میں نماز پڑھ رہے تھے۔

2۔ مسلم کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: مَرَرۡتُ عَلٰی مُوۡسٰی لَیۡلَۃَ أُسۡرِیَ بِیۡ عِنۡدَ الۡکَثِیۡبِ الۡاَحۡمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیۡ فِیۡ قَبۡرِہٖ: اور اسی میں دوسری روایت بایں الفاظ ہے: مَرَرۡتُ عَلٰی مُوۡسٰی وَھُوَ یُصَلِّیۡ فِیۡ قَبۡرِہٖ۔

3۔ صحیح مسلم: کتاب الفضائل: باب من فضائل موسی: ص: ۱۱۱۵: رقم: ۲۳۷۵: سنن النسائی: کتاب قیام اللیل وتطوع النھار: باب ذکر صلوٰۃ نبی اللہ موسیٰ: ص: ۲۶۹: رقم: ۱۶۳۵/ ۱۶۳۶: مسند احمد: ۱۹/ ۲۴۳: رقم: ۱۲۲۱۰: مسند أبی یعلی: ۴/ ۱۴۰: رقم: ۴۰۷۰: ذکر اخبار اصبہان لابی نعیم: ۲/ ۳۲۸: مسند الفردوس: ۴/ ۱۷۰: رقم: ۶۵۲۹: مصنف عبد الرزاق: ۳/ ۵۷۷: رقم: ۶۷۲۷: الصِلات والبِشر، مجد الدین فیروز آبادی: ص: ۱۴۴۔

4۔ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ۸/ ۱۳۳: شرح السنۃ للبغوی: ۱۳/ ۳۵۱: رقم: ۳۷۶۰۔

حدیث نمبر 3

(امام الحدیث) ابو یعلی (محمد بن علی موصلی متوفی ۳۰۷ھ اپنی) "مسند" میں اور (امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے اپنی کتاب "حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ" میں حضرت سیّدنا انس (بن مالک) رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ.[5]

ترجمہ: انبیائے کرام (عَلَیْہِمُ السَّلَام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔

حدیث نمبر 4

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث) ابو نعیم (احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ اپنی کتاب) "حلیۃ الاولیاء" میں حضرت یوسف بن عطیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ثابت البنانی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو حضرت حمید الطویل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے یہ فرماتے ہوئے سنا:

هَلْ بَلَغَكَ اَنَّ أَحَدًا يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ [اِلَّا الْاَنْبِيَاء] ؟ قَالَ : لَا.[6/7]

5۔ مسند أبي یعلی: ۶/ ۱۴۷ رقم: ۳۴۲۵: حیاۃ الانبیاء فی قبورھم: ص: ۷۲: رقم: ۲/۳: فیض القدیر للمناوی: ۳/ ۱۸۴: رقم: ۳۰۸۹: مسند الفردوس: ۱/ ۱۱۹: رقم: ۴۰۳: تاریخ دمشق لابن عساکر: ۱۳/ ۳۲۶: رقم: ۳۲۹۴: کشف الاستار: ۳/ ۱۰۰: رقم: ۲۳۳۹: الصِلات والبِشر، مجد الدین فیروز آبادی: ص: ۱۴۴۔

6۔ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ج ۲/ ۳۱۹۔

7۔ اِس روایت میں حضرت ثابت بنانی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حمید الطویل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مرفوع حدیث کے بارے میں سوال کیا تھا کہ کیا آپ کے پاس اِس بارے میں کوئی مرفوع حدیث ہے جو

ترجمہ: کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث پہنچی ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ بھی کوئی شخص قبر میں نماز پڑھتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں۔

حدیث نمبر 5

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث) ابو داؤد (سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ نے اپنی کتاب ''سنن ابو داؤد'' میں) اور (امام المحدثین، الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب ''حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاء'' میں) حضرت سیّدنا اَوس بن اَوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[اِنَّ] مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فَأَکْثِرُوْا عَلَیَّ [مِنَ] الصَّلٰوةِ فِیْهِ فَأَنَّ صَلَاتَکُمْ تُعْرَضُ [مَعْرُوْضَةٌ] عَلَیَّ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللهِ! وَکَیْفَ

انبیائے کرام کے علاوہ کسی اور کے لیے وارد ہوئی ہو کہ وہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں؟ تو جواباً حمید الطویل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ یعنی انبیائے کرام کے علاوہ کسی اور کے لیے مجھے کوئی مرفوع حدیث نہیں ملی۔ اب دیکھئے کہ کیا انبیائے کرام کے علاوہ اَولیاء اللہ بھی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں؟ تو اس مذکورہ روایت ہی میں ذرا آگے حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ تابعی کی یہ دعا بھی متصل ذکر کی گئی ہے، فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنْ اَذِنْتَ لِاَحَدٍ اَنْ یُصَلِّیَ فِیْ قَبْرِهٖ فَأْذِنْ لِثَابِتٍ اَنْ یُصَلِّیَ فِیْ قَبْرِهٖ (اے اللہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق دیتا ہے تو ثابت کو بھی اجازت دینا کہ وہ اپنی قبر میں نماز ادا کرے) انتقال کے بعد شیبان بن جسر کے والد اور حمید الطویل نے جب ثابت بنانی کو دفن کیا تو اچانک ایک اینٹ گر گئی انہوں نے دیکھا کہ ثابت البنانی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

تُعْرَضُ عَلَيْكَ صَلَاتُنَا وَقَدْ أَرَمْتَ؟ يَعْنِي بَلَيْتَ: فَقَالَ: إِنَّ اللهَ [عَزَّوَجَلَّ] حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَامَ [أَجْسَادَ] الْأَنْبِيَاءِ.[8]

ترجمہ: بیشک تمہارے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے پس اس دن مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ! ہمارا دُرود آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کو کیسے پیش کیا جائے گا؟ جب کہ آپ ﷺ کا جسم انور خاک سے مل چکا ہوگا یعنی بوسیدہ ہو گیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے"۔

حدیث نمبر 6

(امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب) **"شعب الایمان"** میں اور (امام ابو القاسم اسماعیل بن محمد) اصبہانی (متوفی ۵۳۵ھ

8۔ سنن اَبی داوٗد: کتاب الصلوٰۃ: باب فضل یوم الجمعۃ: ص: ۱۸۲: رقم: ۱۰۴۷: باب الاستغفار: ص: ۲۶۳: رقم: ۱۵۳۱: سنن النسائی: کتاب الجمعۃ: باب اکثار الصلوۃ علی النبی یوم الجمعۃ: ص: ۲۲۵: رقم: ۱۳۷۴: سنن ابن ماجۃ: کتاب اقامۃ الصلوۃ: باب فی فضل الجمعۃ: ص: ۱۹۵: رقم: ۱۰۸۵: سنن الدارمی: کتاب الصلوۃ: باب فضل یوم الجمعۃ: ۲/ ۹۸۱: رقم: ۱۶۱۳: حیاۃ الانبیاء: ص۷۸: رقم: ۱۰: صحیح ابن حبان: ۳/ ۱۹۱: رقم: ۹۱۰: مصنف ابن ابی شیبۃ: ۲/ ۶۱۵: رقم: ۵۵۵۱: موارد الظمآن للھیثمی: ۲/ ۲۷۲: رقم: ۵۵۰: معجم الکبیر للطبرانی: ۱/ ۲۱۷: رقم: ۵۸۹: صحیح ابن خزیمۃ: ۳/ ۱۱۸: رقم: ۱۷۳۳: شعب الایمان: ۴/ ۴۳۲: رقم: ۲۷۶۸۔

اپنی کتاب) **"الترغیب والترہیب"** میں حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا بُلِّغْتُهُ [أُبْلِغْتُهُ].[9]

ترجمہ: جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر دُرود پڑھا تو میں اِسے (بذاتِ خود) سنتا ہوں اور جس نے دُور سے پڑھا تو وہ مجھے پہنچادیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 7

(امیر المومنین فی الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل) بخاری (متوفی ۲۵۶ھ اپنی کتاب) **"التاریخ الکبیر"** میں حضرت عمار (بن یاسر) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمٌ عِنْدَ قَبْرِيْ فَمَا مِنْ أَحَدٍ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ صَلٰوةً اِلَّا بَلَّغَنِيْهَا.[10]

9۔ شعب الایمان: باب فی تعظیم النبی واجلالہ: ۳/ ۱۴۱: رقم: ۱۴۸۱: حیاۃ الانبیاء للبیھقی: ص: ۱۰۳: رقم: ۱۸: الترغیب والترہیب للمنذری: باب الترغیب فی الصلوٰۃ علی النبی: ۲/ ۳۱۷: رقم: ۱۶۶۶: تاریخ بغداد للخطیب: ۴/ ۴۶۹۔

10۔ التاریخ الکبیر للبخاری: ۶/ ۴۱۶: رقم: ۲۸۳۱: الترغیب والترہیب للمنذری: باب الترغیب فی الصلوٰۃ علی النبی: ۲/ ۳۱۹: رقم: ۱۶۷۱: شفاء السقام للسبکی: ص: ۱۷۲: کشف الاستار: ۴/ ۴۷: رقم: ۳۱۶۲: القند فی ذکر علماء سمرقند للنسفی: ص: ۵۵۰: ترجمہ: ۱۰۰۷: کتاب العظمۃ: ص: ۷۶۲: رقم: ۳۳۹: طبقات الشافعیہ للسبکی: ۱/ ۱۶۹: بغیۃ الباحث للہیثمی: ۳/ ۹۶۳: رقم: ۱۰۶۳۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی بات سن لینے کی طاقت عطا فرمائی ہے، وہ فرشتہ میری قبر کے پاس کھڑا ہے تو جو کوئی بھی مجھ پر دُرود پڑھتا ہے یہ فرشتہ مجھے وہ دُرود پہنچا دیتا ہے۔

حدیث نمبر 8

(امام المحدثین، الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب) ''حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاء'' میں اور (امام ابو القاسم اسماعیل بن محمد) اصبہانی (متوفی ۵۳۵ھ اپنی کتاب) ''الترغیب والترہیب'' میں حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِيْنَ مِنْ حَوَائِجِ الآخِرَةِ وَثَلَاثِيْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا ثُمَّ وَكَّلَ اللهُ بِذٰلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهُ عَلَيَّ فِيْ قَبْرِيْ كَمَا يَدْخُلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا إِنَّ عِلْمِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَعِلْمِيْ فِي الْحَيَاةِ [ولفظ البيهقي] يُخْبِرُنِيْ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاِسْمِهِ وَنَسَبِهِ فَأَثْبَتُّهُ عِنْدِيْ فِيْ صَحِيْفَةٍ بَيْضَاءَ.[11]

ترجمہ: جس نے روزِ جمعہ اور شبِ جمعہ مجھ پر سو مرتبہ دُرود پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا ستر (۷۰) حاجتیں آخرت کی اور تیس

11۔ الترغیب والترہیب للمنذری: باب الترغیب فی الصلوٰۃ علی النبی: ۲/ ۳۲۰: رقم: ۱۶۷۴: حیاۃ الانبیاء: ص: ۹۳ : رقم: ۱۳: شعب الایمان: ۴/ ۴۳۵ : رقم: ۲۷۷۳: کتاب خصائص یوم الجمعۃ للسیوطی: ص: ۷۱ : رقم: ۱۸۶۔

(۳۰) حاجتیں دنیا کی، نیز ایک فرشتہ بطور موکل (خادم) اس شخص کا دُرود لے کر میری قبر میں اس طرح آئے گا جیسا کہ تمہارے پاس کوئی تحائف لے کر آتا ہے، بیشک میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہو گا جیسا کہ میری حیات میں ہے (بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں) جس نے مجھ پر دُرود پڑھا تو وہ فرشتہ مجھے اُس کے نام و نسب کی اطلاع دیتا ہے پھر میں اسے اپنے نورانی صحیفے میں لکھ لیتا ہوں۔

حدیث نمبر 9

(امام المحدثین، الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب "حَيَاةُ الْاَنْبِيَاء" میں) حضرت انس (بن مالک) رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَلٰكِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ حَتّٰى يُنْفَخَ فِي الصُّوْرِ.[12]

ترجمہ: انبیائے کرام اپنی قبروں میں چالیس راتوں تک بھی نہیں چھوڑے جاتے مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت تک نماز پڑھتے ہیں۔

حدیث نمبر 10

(حضرت سیّدنا امام) سفیان ثوری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنی کتاب **"الجامع"** میں روایت کیا ہے کہ ہمارے شیخ نے حضرت سعید بن مسیب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کیا کہ

12۔ حیاۃ الانبیاء للبیھقی: ص: ۷۵ : رقم: ۴ : شفاء السقام للسبکی: ص: ۳۹۳ : مسند الفردوس: ۱/ ۲۲۲ : رقم: ۸۵۲ : الصلات والبشر، مجد الدین فیروزآبادی: ص: ۱۴۴۔

انہوں نے فرمایا:

مَا مَكَثَ نَبِيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ اَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِيْنَ حَتّٰى يُرْفَعُ.[13/14]

ترجمہ: کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہر تا حتی کہ اسے اٹھالیا جاتا ہے۔

(اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام المحدثین ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے فرمایا:

پس اس طرح (اٹھالیے جانے سے) تمام انبیائے کرام علیہم السلام عام زندہ لوگوں کی طرح ہو جاتے ہیں [اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ انبیائے کرام کو حقیقی و دنیاوی زندگی ملتی ہے، صرف معنوی زندگی نہیں] اور جہاں اللہ تعالیٰ انہیں رکھے، وہاں رہتے ہیں۔

آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

اور انبیائے کرام علیہم السلام کے وصال فرمانے کے بعد زندہ ہونے کے بارے میں صحیح احادیث میں شواہد (ودلائل) موجود ہیں۔

پھر امام بیہقی نے (ان شواہد میں سے) واقعہ معراج میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کا ذکر کیا اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے گفتگو فرمائی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف کلام کی سعادت حاصل کی۔

13۔ مصنف عبد الرزاق: ۳/ ۵۷۶ : رقم: ۶۷۲۵ : حیاۃ الانبیاء للبیہقی: ص: ۷۶ : رقم: ۵۔

14۔ رقم ۹/۱۰ کی وضاحت کے لیے علامہ محمد عباس رضوی کی کتاب شرح حیاۃ الانبیاء بنام "آپ زندہ ہیں واللہ" کا صفحہ ۱۵۸ تا ۱۶۶ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 11

(امام المحدثین، الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب ''حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاء''میں) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا):

وَ قَدْ رَأَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَإِذَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ وَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ [يَعْنِيْ نَفْسَهُ] فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ.[15]

ترجمہ: میں نے خود کو گروہ انبیاء میں پایا تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں گویا وہ (ظاہری ہیئت میں) قبیلہ شنوءۃ کے لوگوں کی طرح گھنگریالے بالوں والے تھے اور پھر دیکھا کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور پھر دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور تمہارے سردار (یعنی خود حضور نبی کریم علیہ السلام) اُن کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے اُن تمام (انبیائے کرام علیہم السلام) کی امامت کرائی۔

15۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان: باب ذکر المسیح ابن مریم: ص: ۹۳: رقم: ۱۷۲: سنن الکبری للنسائی: ۱۰/ ۲۵۱: رقم: ۱۱۴۱۶: مسند ابی عوانۃ: ۱/ ۱۱۷: رقم: ۳۵۰: حیاۃ الانبیاء للبیہقی: ص: ۸۳: رقم: ۹: المسند المستخرج لابی نعیم: ۱/ ۲۴۰: رقم: ۴۳۳۔

حدیث نمبر 12

(امام المحدثین، ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ نے اپنی کتاب "حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاء میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ) "اِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ فَأَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُفِیْقُ"[16/17] کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

اِس حدیث کا مطلب اسی صورت میں صحیح ہو گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام پر اُن کی اَرواح کو لوٹا دیا ہو اور انبیائے کرام اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں شہیدوں کی طرح زندہ ہوں چنانچہ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب پر غشی طاری ہو گی اور یہ کسی لحاظ سے بھی موت نہیں ہو گی بلکہ محض شعور کھو جانے کا نام ہو گا۔[18]

حدیث نمبر 13

(امام الحدیث) ابو یعلی (محمد بن علی موصلی متوفی ۳۰۷ھ اپنی "مسند" میں) حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ [وَفِیْ رِوَایَۃٍ "نَفْسُ أَبِی الْقَاسِمِ"] بِیَدِہٖ لَیَنْزِلَنَّ عِیْسَی

16۔ ترجمہ: تمام لوگ بیہوش ہوں گے پس سب سے پہلے مجھے افاقہ ہو گا۔

17۔ صحیح البخاری: کتاب الخصومات: باب مایذکر فی الاشخاص: ص: ۵۸۱: رقم: ۲۴۱۱: صحیح مسلم: کتاب الفضائل: باب فضائل موسی: ص: ۱۱۱۴: رقم: ۲۳۷۳۔

18۔ حیاۃ الانبیاء للبیھقی: ص: ۱۰۷: رقم: ۲۰۔

بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِيْ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لَأُجِيْبَنَّهُ.[19]

ترجمہ: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یقینا عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے "یَا مُحَمَّدُ" تو میں ضرور بالضرور انہیں جواب دوں گا۔

حدیث نمبر 14

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث) ابو نعیم (احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ اپنی کتاب) "**دلائل النبوۃ**" میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ لَيَالِي الْحَرَّةِ وَمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ غَيْرِيْ وَمَا يَأْتِيْ وَقْتُ صَلٰوةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ.[20]

ترجمہ: میں نے ایام حرہ (وہ دن جس میں یزیدی فوج نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا تھا) کی راتوں میں مسجد نبوی میں اپنے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہ دیکھا لیکن جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو مجھے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان کی آواز سنائی دیتی۔

حدیث نمبر 15

حضرت سیّدنا زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ اپنی تالیف "**اخبار المدینہ**" میں حضرت سیّدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

19۔ مسند أبی یعلی: ۱۱/ ۴۶۲ : رقم: ۶۵۸۴ : المطالب العالیۃ لابن حجر: ۱۸/ ۴۰۱ : رقم: ۴۵۰۵ : مستدرک للحاکم: ۲/ ۷۰۰ : رقم: ۴۲۲۲۔

20۔ الطبقات لابن سعد: ۷/ ۱۳۲: دلائل النبوۃ لابی نعیم: ۲/ ۵۶۷ : رقم ۵۱۰۔

ایام حرہ میں لوگوں کے دوبارہ مدینے لوٹنے تک میں برابر روضۂ رسول ﷺ سے اذان واقامت کی آواز سنتا رہا۔ [21]

حدیث نمبر 16

(حافظ الحدیث، امام محمد) ابن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) اپنی کتاب **"طبقات الکبری"** میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد نبوی میں پناہ لیے ہوئے تھے جبکہ لوگ قتل کیے جا رہے تھے تو حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب بھی نماز کا وقت آتا تو میں روضۂ رسول ﷺ سے بلند ہونے والی اذان کی آواز سنا کرتا تھا۔ [22]

حدیث نمبر 17

(حافظ الحدیث، امام ابو عبداللہ بن عبد الرحمن) دارمی (متوفی ۲۵۵ھ) اپنی **"مسند"** میں مروان بن محمد رضی اللہ عنہ سے حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب ایام حرہ کا سانحہ رونما ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ کی مسجد میں تین دن تک اذان اور اقامت نہیں ہوئی، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے مسجد نہیں چھوڑی تھی (یعنی مسجد نبوی میں ہی موجود تھے) اور وہ نماز کا وقت نہیں جانتے تھے

21۔ الطبقات لابن سعد: ۷ / ۱۳۲۔

22۔ الطبقات لابن سعد: ۷ / ۱۳۲۔

مگر ایک دھیمی سی آواز کے ذریعے سے، جسے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے سنتے تھے۔[23]

تو یہ تمام اَحادیث و آثار حیات النبی ﷺ اور حیات انبیائے کرام علیہم السلام پر دلالت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ شہداء کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ[24]

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مُردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

غور کیجیے کہ جب شہداء کا یہ مقام ہے (کہ اُن کے بارے میں مردہ گمان کرنے سے بھی منع فرمایا گیا کیوں کہ وہ زندہ ہیں) تو انبیائے کرام علیہم السلام تو اُن سے بدرجہ اولیٰ افضل و اعظم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو نبوت کے ساتھ ساتھ وصف شہادت سے بھی سرفراز فرمایا ہے تو اس طرح وہ انبیائے کرام اس آیت مبارکہ کے عموم میں شامل ہو گئے۔

حدیث نمبر 18

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث، حجۃ اللہ علی الارض) احمد (بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ "مسند" میں)، (امام الحدیث) ابو یعلی (محمد بن علی موصلی متوفی ۳۰۷ھ "مسند ابی یعلی"

23۔ سنن الدارمی: باب ما أکرم اللہ تعالیٰ نبیہا بعد موتہ: ۱/ ۲۲۸: رقم: ۹۴۔

24۔ آل عمران: ۱۶۹۔

میں)، (امام ابو القاسم سلیمان بن احمد) طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ "معجم کبیر" میں)، (امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری المعروف امام) حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) **"مستدرک"** میں، (امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) **"دلائل النبوۃ"** میں حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

لأَنْ أَحْلِفَ بِاللهِ تِسْعًا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ قُتِلَ قَتْلًا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ أَحْلِفَ وَاحِدَةً اَنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ وَذٰلِكَ بِاَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ اِتَّخَذَ نَبِيًّا وَجَعَلَهُ شَهِيْدًا.[25]

ترجمہ: اگر میں نو مرتبہ قسم کھاؤں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شہادت کی ہے تو میرے نزدیک زیادہ عزیز ہے کہ میں ایک مرتبہ قسم کھاؤں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید نہیں ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور شہادت بھی عطا فرمائی۔

حدیث نمبر 19

(امیر المومنین فی الحدیث، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل) بخاری (متوفی ۲۵۶ھ اپنی کتاب صحیح بخاری میں) اور (امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین)

25۔ مسند احمد: ۱۱۵/۶: رقم: ۳۶۱۷: مسند أبي يعلى: ۹/ ۱۳۲: رقم: ۵۲۰۷: معجم الکبیر: ۱۳۴/۱۰: رقم: ۱۰۱۱۹: دلائل النبوۃ للبیہقی: ۷/ ۱۷۲: مستدرک للحاکم: ۳/ ۶۴: رقم: ۴۴۵۵۔

بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں) حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے مرض وصال میں ارشاد فرماتے تھے:

[يَا عَائِشَةُ] لَمْ أَزَلْ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهَذَا أَوَانُ انْقَطَعَ أَبْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السُّمِّ.[26]

ترجمہ: (اے عائشہ!) میں اُس کھانے کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں، جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا اب اس زہر کے سبب میری اَبہری رگ (شہ رگ) کٹ رہی ہے۔

(سابقہ دلائل میں حیات شہداء کا واضح ثبوت ہے اور جبکہ حضور علیہ السلام کا شہید ہونا بھی ثابت ہو چکا) تو ان دلائل و شواہد سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں لہٰذا اَب (اِن دلائل کے پیش نظر) حضور نبی کریم ﷺ کا قبر انور میں زندہ ہونا، قرآن پاک کی نص (آیت) سے ثابت ہوا، یا تو لفظ کے عموم سے، یا مفہوم موافقت سے (دونوں طرح سے ثابت ہوتا ہے)۔[27]

26۔ صحیح البخاری: کتاب المغازی: باب مرض النبی ووفاتہ: ص: ۱۰۸۶: رقم: ۴۴۲۸: مستدرک للحاکم: ۳/ ۶۴: رقم: ۴۴۵۴: دلائل النبوۃ للبیھقی: ۷/ ۱۷۲۔

27۔ یعنی اگر شہادتِ حقیقی کا اعتبار کیا جائے تو آپ ﷺ کی حیاتِ اقدس عمومِ آیت قرآنی سے ثابت ہو گی کیونکہ آپ ﷺ بھی شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتے ہیں اور اگر شہادتِ معنویہ کا اعتبار کیا جائے تو مفہوم موافقت سے حیات ثابت ہو گی کہ جب شہید زندہ ہوتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ بدرجۂ اولیٰ زندہ ہوں گے۔

حدیث نمبر 20

(امام المحدثین، الحافظ الکبیر، ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) اپنی کتاب "الاعتقاد" میں لکھتے ہیں:

وَالْاَنْبِيَاءُ [عَلَيْهِمُ السَّلَامُ] بَعْدَ مَا قُبِضُوْا رُدَّتْ اِلَيْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ.[28]

ترجمہ: انبیائے کرام علیہم السلام کی ارواح قبض کرنے کے بعد انہیں دوبارہ لوٹادی جاتی ہے چنانچہ وہ اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں زندہ ہیں جیسا کہ شہداء۔

حدیث نمبر 21

(امام ابو عبد محمد بن احمد مالکی) قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ اپنی) کتاب "التذکرۃ" میں حدیث "صَعِقَةٌ" کے متعلق اپنے شیخ کا قول بیان کرتے ہیں:

اِنَّ الْمَوْتَ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ وَاِنَّمَا هُوَ اِنْتِقَالٌ مِنْ حَالٍ اِلٰى حَالٍ، وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَنَّ الشُّهَدَاءَ بَعْدَ قَتْلِهِمْ وَمَوْتِهِمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ، وَهٰذِهٖ صِفَةُ الْأَحْيَاءِ فِي الدُّنْيَا، وَاِذَا كَانَ هٰذَا فِي الشُّهَدَاءِ كَانَ الْأَنْبِيَاءُ بِذٰلِكَ أَحَقُّ وَ أَوْلٰى مَعَ أَنَّهُ قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَأْكُلُ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ]، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ اِجْتَمَعَ بِالْأَنْبِيَاءِ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَفِي السَّمَاءِ، وَخُصُوْصًا بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

28۔ کتاب الاعتقاد للبیہقی: ص: ۴۱۵۔

وَقَدْ أَخْبَرَنَا ﷺ بِمَا يَقْتَضِيْ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَرُدُّ عَلَيْهِ رُوْحَهُ حَتّٰى يَرُدَّ السَّلَامَ عَلٰى كُلِّ مَنْ يُّسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يَحْصُلُ مِنْ جُمْلَتِهِ الْقَطْعُ بِأَنَّ مَوْتَ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّمَا هُوَ رَاجِعٌ إِلٰى أَنْ غُيِّبُوْا عَنَّا بِحَيْثُ لَا نُدْرِكُهُمْ وَإِنْ كَانُوْا مَوْجُوْدِيْنَ أَحْيَاءً وَذٰلِكَ كَالْحَالِ فِي الْمَلَائِكَةِ فَإِنَّهُمْ مَوْجُوْدُوْنَ أَحْيَاءٌ وَلَا يَرَاهُمْ أَحَدٌ مِنْ نُوْعِنَا إِلَّا مَنْ خَصَّهُ [اللّٰهُ] بِكَرَامَةٍ مِنْ أَوْلِيَائِهِ.[29/30]

ترجمہ: بیشک موت عدم محض (یعنی بالکل ختم ہو جانا) نہیں ہے بلکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال کرنا ہے اور اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ شہداء قتل ہونے اور مرنے کے بعد بھی اپنے ربّ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں، وہاں رزق دیے جاتے ہیں، خوش ہوتے ہیں اور خوش خبریاں دیتے ہیں اور اس طرح کی صفات دنیا میں زندہ لوگوں کی ہوتی ہے تو جب یہ دنیوی صفات شہداء کو حاصل ہیں تو پھر انبیائے کرام علیہم السلام اس بات کے زیادہ حق دار ہیں۔

کیونکہ صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ بیشک زمین انبیائے کرام کے اجسام کو نہیں کھاتی اور (یہ بھی ثابت ہے کہ) حضور نبی کریم ﷺ نے شب

29۔ التذکرۃ للقرطبی: ص: ۴۶۰۔

30۔ بہ قول شاعر:

آنکھ والا تیرے جوبن کا نظارہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

31۔ کتاب الاعتقاد للبیہقی: ص: ۴۱۵ تا ۴۱۷۔

معراج بیت المقدس اور آسمانوں میں جماعت انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اور (حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی امتی مجھے سلام کرتا ہے تو میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اِن تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی موت کی حقیقت ایسی ہے کہ وہ ہم سے پردہ کر جاتے ہیں یعنی ہم اُنہیں اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے اگرچہ وہ زندہ و موجود ہوتے ہیں، بالکل اُسی طرح جیسے ''فرشتے'' کہ بیشک وہ فرشتے زندہ و موجود تو ہیں لیکن ہم میں سے کوئی انہیں نہیں دیکھ سکتا (یعنی ہمارے نہ دیکھنے سے اُن کے حیات و وجود میں فرق نہیں آتا تو اسی طرح انبیائے کرام کا حال ہے) سوائے اللہ تعالیٰ کے اُن محبوب بندوں کے جن پر وہ اپنا فضل و کرم فرمادے (تو وہ دیکھ لیتے ہیں)۔

''امام قرطبی کا کلام ختم ہوا''۔

(حضرت سیّدی امام) بارزی رحمۃ اللہ علیہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وفات زندہ ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

''بیشک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔''

شیخ الشافعیہ، فقیہ زماں، اُستاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسائل جاجرمیین'' کے جوابات میں ارشاد فرمایا:

انبیاء زندہ ہیں

ہمارے علمائے محققین و متکلمین نے کہا ہے: بیشک حضور نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور بلاشبہ وہ اُمت کی نیکیوں پر خوش اور گناہ گاروں کے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں اور جو کوئی اُمتی درود پاک پڑھتا ہے تو وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

اور فرماتے ہیں:

انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام مبارک بوسیدہ نہیں ہوتے اور نہ ہی زمین اُن کے اجسام مبارکہ کو نقصان پہنچاتی ہے، (اور اس بات کے ثبوت میں یہ روایات لکھیں) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے میں وصال پاگئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے (حدیث معراج میں) فرمایا: بیشک میں نے حضرت موسی علیہ السلام (شب معراج) کو اُن کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

اور (پھر استاذ ابو منصور نے) حدیث معراج کو بطور دلیل بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان میں دیکھا، حضرت آدم علیہ السلام کو آسمانِ دنیا پر دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو انہوں نے کہا: "مرحباً بالابن الصالح والنبی الصالح" اور جب یہ تمام احادیث صحیح ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بعد بھی زندہ وحیات ہیں اور اُسی طرح اپنے منصب نبوت پر فائز ہیں۔

استاذ ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

حدیث نمبر 22

حافظ، شیخ السنہ، ابو بکر (احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) کتاب **"الاعتقاد"** میں لکھتے ہیں:

وَالْاَنْبِيَاءُ [عَلَيْهِمُ السَّلَامُ] بَعْدَمَا قُبِضُوا رُدَّتْ اِلَيْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ.

ترجمہ: انبیائے کرام علیہم السلام کی اَرواح قبض کرنے کے بعد انہیں دوبارہ لوٹادی جاتی ہیں چنانچہ وہ اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ شہداء۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج انبیائے کرام کی جماعت کو دیکھا، نماز میں اُن کی امامت فرمائی، اس بارے میں ہمیں خبر دی اور اُن کی بات بالکل سچی ہے، بیشک ہمارے دُرود و سلام اُن کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام کا کھانا حرام کر دیا ہے۔[31]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"حیاۃ الانبیاء" کے مسئلے سے متعلق میں نے ایک منفرد کتاب بھی لکھی ہے (اس کتاب کا نام "حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ فِيْ قُبُوْرِهِمْ" ہے)۔[32]

32۔ کتاب الاعتقاد للبیہقی: ص: ۴۱۵ تا ۴۱۷۔

[پس حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے یہاں پیدائش سے قبل بھی نبی ورسول مکتوب تھے][33] اور روحِ مبارک قبض ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے نبی ورسول، صفی اور ساری مخلوقات سے افضل واعلیٰ ہیں۔[34]

اَللّٰھُمَّ أَحْیِنَا عَلٰی سُنَّتِہٖ وَأَمِتْنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاجْمَعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

امام بارزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

امام شیخ عفیف الدین یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیاء پر اُن کے احوال پیش کیے جاتے ہیں، وہ ملکوت وسماوات کی اشیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں کیونکہ وہ مردہ نہیں ہیں جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی قبر میں دیکھا۔

اور یہ درست ہے کہ جو بات انبیائے کرام کے لیے بطور معجزہ جائز ہے، وہ اولیاء کے لیے بطور کرامت بغیر چیلنج کے جائز ہے اور اس بات کا انکار صرف جاہل ہی کر سکتا ہے۔[35]

33۔ بریکٹ [] کے مابین والی عبارت "انباء الاذکیاء" میں نہیں لیکن اصل کتاب الاعتقاد میں ہے۔

34۔ کتاب الاعتقاد للبیہقی: ص: ۴۱۵ تا ۴۱۷۔

35۔ یعنی انبیائے کرام معجزہ کے ساتھ چیلنج کرتے ہیں اور اُن کے چیلنج کا مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور بغیر چیلنج کے ہوتا ہے، دونوں میں ایک بنیادی فرق

انبیاء زندہ ہیں

حیاتِ انبیاء کے متعلق علمائے اسلام کی بے شمار نصوص اور اقوال ہیں
لیکن ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔[36]

تحدی (چیلنج) کا ہے البتہ کچھ مخصوص معجزات ایسے بھی ہیں جن کا صدور اولیاء اللہ کے لیے روا نہیں رکھا گیا، مثلاً چاند کو دو ٹکڑے کرنا، سورج کو پھیر دینا وغیرہ، اس بارے میں مزید تفصیل کے لیے کتب علم الکلام ملاحظہ فرمائیں۔

36۔ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ)

فصل

حدیث سلام کی وضاحت
اور اعتراضات کے جوابات

حدیث نمبر 23

دوسری حدیث مبارکہ جسے (الامام الکبیر، حافظ الحدیث، حجۃ اللہ علی الارض) احمد (بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ) نے **"مسند"** میں، (الامام الکبیر، حافظ الحدیث،) ابو داؤد (سلیمان بن اشعت متوفی ۲۹۵ھ) نے **"سنن"** میں اور (امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے **"شعب الایمان"** میں حضرت ابو عبد الرحمن المقری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ حضرت حیوۃ بن شریح رضی اللہ عنہ سے، وہ حضرت ابی صخر رضی اللہ عنہ سے، وہ یزید بن عبد اللہ بن قسیط رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ [37/38]

37۔ سنن ابی داؤد: کتاب المناسک: باب: زیارۃ القبور: ص: ۳۵۳: رقم: ۲۰۴۱: مسند احمد: ۱۶/ ۴۷۷: رقم: ۱۰۸۱۵: السنن الکبری للبیہقی: ۵/ ۴۰۲: رقم:

ترجمہ: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کا ظاہری متن جسم اَقدس سے بسا اوقات روح کی جدائی پر دلالت کرتا ہے حالانکہ ایسا ہونا صریح و صحیح احادیث سابقہ کے خلاف ہے، لہٰذا میں (امام جلال الدین سیوطی شافعی) نے اس بارے میں غور و فکر کیا تو مجھے اس مسئلے کے بارے میں چند جوابات حاصل ہوئے۔

۱۰۲۷۰: شعب الایمان: ۶/ ۵۲: رقم: ۳۸۶۴: المعجم الاوسط: ۳/ ۲۶۲: رقم: ۳۰۹۲: مجمع البحرین للھیثمی: ۸/ ۲۵: رقم: ۴۶۴۸۔

38۔ یہ حدیث صحیح الاسناد اور ائمہ و محدثین کے نزدیک مستند و معتبر ہے، امام سخاوی ”القول البدیع“ میں فرماتے ہیں، اس کی اسناد ”حسن“ ہیں بلکہ امام نووی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، علامہ ابن قیم ”جلاء الافہام“ ص ۴۴ پر لکھتے ہیں، وقد صح اسناد ھذا الحدیث یعنی اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں، ان کے علاوہ دیگر ائمہ مثلاً امام ملا علی قاری نے ”شرح الشفا“ میں، امام تقی الدین سبکی نے ”شفاء السقام“ وغیرہ میں اس حدیث کی تائید و توثیق کی ہے۔

توجیہات و تاویلات

الفاظِ حدیث میں راوی کا سہو

جواب نمبر 1

یہ جواب زیادہ مدلل نہیں ہے کہ راوی کو حدیث کے الفاظ میں وہم ہوا ہے، لہٰذا اسی وجہ سے اشکال وارد ہوا ہے (یعنی روایت میں سہو الفاظ وغیرہ کا احتمال ہے) اگرچہ علمائے کرام نے کثیر احادیث میں اسی طرح کا دعویٰ کیا ہے لیکن اصل اس بات کی مخالفت کرتی ہے، لہٰذا اس دعوی کی طرف (اہل علم کے یہاں) توجہ نہیں کی جائے گی۔

قواعد عربی کے ذریعہ حدیث کی وضاحت

جواب نمبر 2

یہ جواب دلیل کے اعتبار سے قوی ہے، اِسے عربی زبان کی معرفت رکھنے والا ہی صحیح طور پر سمجھ سکتا ہے کہ حدیث میں ''رَدَّ اللّٰہُ'' جملہ حالیہ واقع ہوا ہے اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ حالیہ **''فعل ماضی''** واقع ہو تو اس

جملے سے پہلے "قَدْ" کا لفظ مقدر (محذوف) مانا جاتا ہے،[39] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ ۝[40]

ترجمہ: یا تمہارے پاس یوں آئے کہ اُن کے دلوں میں سکت نہ رہی۔

اس آیت میں (حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ جملہ حالیہ واقع ہوا ہے، اس لیے) "قد" مقدر ہے یعنی قَدْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ تو اسی طرح حدیث میں ("رد الله" کے جملے سے قبل "قد") مقدر ہے اور جملہ ماضی کو ہر سلام بھیجنے والے کے سلام سے قبل تسلیم کرنا ہو گا اور "حتی" اس جملے میں تعلیل کے لیے نہیں آیا بلکہ یہاں بطور حرفِ عطف "واؤ" کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اس گفتگو کی رُو سے اب حدیث کی اصل عبارتِ مقدرہ یوں ہو گی:

"مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا قَدْ رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَأَرُدُّ عَلَيْهِ"

یہاں اُن لوگوں کو اعتراض واشکال درپیش ہوا ہے جنہوں نے جملہ "رَدَّ اللهُ" کو حال یا استقبال کے معنی میں تصور کیا اور "حَتّٰى" کو تعلیل کے لیے گمان کیا حالانکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔

39۔ یہ قاعدہ عند البصریین ہے، ان کے نزدیک "قد" وجوبی طور پر محذوف ہو گا، امام اخفش کے نزدیک جملہ حالیہ کے "فعل ماضی" واقع ہونے کی صورت میں "قد" وجوباً محذوف نہیں کیا جائے گا، اگر موجود ہوا تو برقرار رہے گا اور اگر نہ ہو تو مقدر نہیں مانا جائے گا۔ مزید تفصیل کے لیے علم نحو کی کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

40۔ النساء: ۹۰۔

ہماری اس توضیح سے اصل متن حدیث پر وارد اشکال و اعتراض بھی ختم ہو گیا اور معنوی اعتبار سے بھی اس کی تائید و توضیح ہو گئی ہے، حدیث میں موجود کلمہ ''رَدَّ'' کو اگر حال و استقبال کے معنی میں لیا جائے تو تکرارِ مسلمین کی وجہ سے تکرارِ رَدّ (روح کا بار بار لوٹایا جانا) لازم آئے گا اور تکرارِ رَدّ کی وجہ سے تکرارِ مفارقت (یعنی جسم اقدس سے روح کا جدا ہونا پھر لوٹنا) لازم آئے گا حالانکہ تکرارِ مفارقت کئی ممنوعات کی وجہ سے درست نہیں۔

۱۔ جسم مبارک سے بار بار روحِ اقدس کا جدا ہونا:

جسم انور کی تکلیف کا باعث ہو گا اگرچہ بار بار روحِ اقدس کی جدائی سے تکلیف نہ بھی ہو تب بھی یہ بات شانِ عظمت و رسالت کے منافی ہے۔

۲۔ تمام شہداء و اولیاء کی مخالفت کی وجہ سے:

کیونکہ اُن میں سے کسی ایک کے لیے برزخ میں روح کا بدن سے جدا ہو کر دوبارہ جسم میں لوٹنے کا تکرار ثابت نہیں ہے اور جب اُن شہداء و اولیاء کا یہ عالم ہے کہ روح اُن کے اجسام سے تکرارِ مفارقت نہیں کرتی (بلکہ اُن کے اجسام میں ہی ہوتی ہے) تو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک اِس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ اُن کی روحِ مبارک جسم اقدس سے جدا نہ ہو اور بدرجۂ اولیٰ جسم اقدس میں ہی جلوہ گر رہے۔

۳۔ قرآنی آیات کی مخالفت کی وجہ سے:

کیونکہ آیت قرآنی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ انسان کے لیے دو موت اور دو حیات ہیں جبکہ (اگر تکرار دُرست مانی جائے) تو یہ کثیر اَموات و حیات

کو لازم ہے اور ایسا ہونا باطل ہے۔

۴۔ سابقہ احادیث متواترہ کی مخالفت کی وجہ سے:

(کیونکہ سابقہ احادیث اس تکرارِ مفارقت کے بطلان کا تقاضہ کرتی ہیں جیسا کہ مزید تفصیل آگے بھی آرہی ہے) توجو بات قرآن کریم، احادیث متواترہ کے مخالف ہو تو اولاً اس کی تاویل کی جائے گی اور اگر تاویل ممکن نہ ہو، تو وہ بات مردود (باطل) ہے لہٰذا اب لازم ہے کہ حدیث کے مضمون و متن کو ہماری بیان کردہ تاویل پر محمول کر کے درست مانا جائے۔[41]

علم بلاغت کے ذریعہ حدیث کی وضاحت

جواب نمبر 3

اور کہا گیا ہے کہ لفظ "اَلرَّدُّ" ہمیشہ مفارقت (جدائی) کے معنی پر ہی دلالت نہیں کرتا بلکہ کبھی یہ مطلقاً صَيْرُوْرَةٌ (ہونے) کے معنی میں بطور کنایہ بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرمایا:

41۔ یعنی حدیث کے مضمون و الفاظ کا ظاہر تو اُس بات پر دلالت کرتا ہے جو قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے، اس لیے اب حدیث میں تاویل کی گئی جیسا کہ سابقہ اقوال میں تصریح موجود ہے تو اب اُن تاویلات کے ذریعے سے مخالفت قرآن و حدیث ختم ہو گئی لہٰذا جب تاویل ممکن ہے تو اب تاویل کر کے اسے درست تسلیم کر لیا جائے گا بلا جواز اسے ردّ نہیں کیا جائے گا جیسا کہ بعض ناواقفوں نے کیا۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ ○[42]

ترجمہ: ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں آجائیں۔

تو یہاں ''عود'' کے لفظ سے مطلقاً صَيْرُوْرَة (ہونے) کا معنی مراد ہے پھر سے لوٹنا مراد نہیں، اس لیے کہ حضرت شعیب علیہ السلام یقیناً اُن کافروں کی قوم میں سے نہ تھے۔[43]

اور اس حدیث میں حسنِ استعمال اور مناسبت لفظیہ کے پیش نظر ''رَدَّ اللّٰهُ'' میں ''اَلرَّدُّ'' کو ''حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ'' کی باہمی مناسبت کی وجہ سے حدیث کے اوّل میں ذکر کیا تاکہ بعد والے جملے ''أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ'' سے مناسبت ہو جائے۔

مشاہدۂ حق میں اِستغراق

جواب نمبر 4

یہ جواب نہایت مدلل و نفیس ہے کہ حدیث میں ''روح کے لوٹنے'' سے روح کا جسم اقدس سے جدا ہو کر دوبارہ لوٹنا مراد نہیں ہے بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برزخ میں احوالِ ملکوت میں مشغول اور مشاہدۂ ربّ تعالیٰ میں مستغرق

42۔ الاعراف:٨٩۔

43۔ یعنی نعوذ باللہ پہلے اِن کافروں کے ساتھ تھے پھر مسلمان ہوئے اور اب پھر واپسی کی بات کر رہے ہوں ایسا ہرگز مراد نہیں کیونکہ تمام انبیائے کرام ابتداء ہی سے مسلمان ہوتے ہیں۔

ومصروف ہیں جیسا کہ دنیا میں بحالت وحی میں ہوا کرتے تھے تو اس مشاہدہ و استغراق سے افاقہ کو ''روح کے لوٹنے'' سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی مثال علمائے اسلام کے اُن اقوال سے بھی ملتی ہے جو کہ انہوں نے ''حدیث معراج'' میں وارد ہونے والے اِس لفظ کی توضیح میں بیان کیے ہیں:

''فَاسْتَيْقَظْتُ وَاَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ''

ترجمہ: لہٰذا جب میں بیدار ہوا تو مسجد حرام میں تھا۔

اس حدیث میں ''اِسْتِيْقَاظ'' سے مراد نیند سے جاگنا نہیں ہے کیونکہ معراج خواب میں نہیں ہوئی تھی بلکہ یہاں عجائباتِ سماوات وملکوت کے مشاہدات سے افاقہ کو ''اِسْتِيْقَاظ'' (جاگنے) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

لفظ ''رَدَّ'' کے معنی میں جتنے بھی جوابات دیے گئے ہیں، میرے (امام جلال الدین سیوطی) نزدیک یہ جواب نہایت قوی و مستحسن ہے اور میرے ذکر کردہ جوابات میں جواب نمبر ۲ کے بعد اِسے ہی عمدگی حاصل ہے۔

تم پہ ہر دم کروڑں دُرود وسلام

جواب نمبر 5

(حدیث میں مذکور) ''اَلرَّدُّ'' اِستمرار (ہمیشگی، دوام) کو مستلزم ہے اور یہ اِستمرار بدن مبارک میں روحِ اقدس کے دوام کا تقاضہ کرتا ہے کیونکہ زمین کے

اطراف واکناف میں ہمہ وقت حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود پاک پڑھا جاتا ہے تو اس وجہ سے روح بدنِ اقدس سے کبھی جدا ہوتی ہی نہیں ہے۔[44]

آپ زندہ ہیں واللہ!

جواب نمبر 6

اور کہا گیا ہے کہ پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اسی بات وحی کی گئی تھی لہٰذا آپ ﷺ نے اس کی خبر ارشاد فرمادی لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ آپ ﷺ کو برزخی (جسمانی) زندگی بھی عطا فرمائی جائے گی تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمادیا اوراس معاملے میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ وہ پہلی وحی تھی اور یہ دوسری وحی ہے[45]۔

اور یہ وہ جوابات تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے مطلع فرمایااور میں نے یہ جوابات کسی اور جگہ لکھے نہیں پائے (آگے مزید اور بھی جوابات آرہے ہیں)ان جوابات کو لکھنے کے بعد میں نے شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الفجر المنیر فیما فضل بہ البشیر النذیر'' دیکھی تو مجھے اس میں یہ عبارت ملی۔

44۔ زمیں میں انسانوں کا دُرود پاک پڑھنا اگر بالفرض موقوف بھی ہو جائے لیکن فرشتے تو پڑھتے ہی رہیں گے کہ انہیں نہ تو نیند آتی ہے اور نہ ہی وہ تھکتے ہیں اور سب سے بڑھ کر خالق محبوبِ کائنات خود اُن کی ذات پر دُرود وسلام نازل کر رہا ہے: اللّٰھم صل صلوۃ کاملۃ وسلم سلاما تآما علی سیدنا و مولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ وعترتہ اجمعین۔

45۔ گویا دوسری وحی ناسخ اور پہلی وحی منسوخ ہے اور ایسا معاملہ کئی احکامات میں بھی ہوا ہے۔

حدیث نمبر 24

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ) ترمذی (متوفیٰ ۲۸۹ھ) نے **"سنن ترمذی"** میں روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ"

ترجمہ: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالی میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔[46]

اعتراض

اِس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دائمی حیات ہیں، اس پر دلیل عادۃً اس بات کا محال ہونا ہے کہ کائنات میں صبح و شام کوئی ایک بھی آپ ﷺ پر سلام پیش کرنے والا نہ ہو جبکہ حدیث کے الفاظ ہیں **"إِلَّا رَدَّ اللهُ إِلَيَّ رُوحِي"** تو اس حصۂ حدیث کے پیش نظر دائمی حیات ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس سے تو قلیل وقت میں متعدد حیات و وفات لازم ہوتیں ہیں کیونکہ کائنات کے مختلف گوشوں سے ایک ہی وقت میں کئی سلام پیش کیے جاتے ہیں۔[47]

46۔ سنن اَبی داوٗد: کتاب المناسک: باب: زیارۃ القبور: ص: ۳۵۳: رقم: ۲۰۴۱: مسند احمد: ۱۶/ ۴۷۷: رقم: ۱۰۸۱۵: السنن الکبری للبیھقی: ۵/ ۴۰۲: رقم: ۱۰۲۷۰: شعب الایمان: ۶/ ۵۲: رقم: ۳۸۶۴: المعجم الاوسط: ۳/ ۲۶۲: رقم: ۳۰۹۲: مجمع البحرین للھیثمی: ۸/ ۲۵: رقم: ۴۶۴۸۔

47۔ تو ایک ہی وقت میں کئی سلاموں کے جواب دینے کے لیے بار بار روح نکلتی ہے پھر لوٹتی ہے تو اس طرح سے دائمی حیات ثابت نہ ہوئی بلکہ تھوڑے سے وقت میں کئی بار حیات و وفات واقع ہو گی تو پھر حدیث سے دائمی حیات کا استدلال کیسے درست ہو گا؟

عالم برزخ میں گفتگو

جواب نمبر 7

واللہ اعلم! کہا گیا ہے کہ یہاں حدیث میں روح سے مجازی طور پر نطق (گفتگو) مراد ہے تو گویا اب حدیث کا مطلب یوں ہو گا "اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ نُطْقِیْ" اور حضور نبی کریم ﷺ تو دائمی طور پر حیات ہیں (یعنی اس تاویل کے بعد حدیث پر وارد اعتراض رفع ہو گیا اور استدلال حیات النبی ﷺ درست صحیح ہو گیا) لیکن حیاتِ دائمی سے نطق (گفتگو) لازم نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ سلام کرنے والوں کے سلام کے وقت نطق (کی قوت) عطا فرما دیتا ہے اور علاقۃ المجاز (یعنی روح سے مجازاً نطق مراد لینے کا قرینہ) یہ ہے کہ نطق (گفتگو) کے لیے وجودِ روح لازم ہے جیسا کہ روح کے لیے نطق (گفتگو) کا بالفعل یا بالقوہ ہونا لازم ہے۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے دو لازم الامر میں سے ایک لازم کے ساتھ کلام ذکر فرمایا اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ روح کا لوٹنا قرآن پاک کی آیت سے فقط دو مرتبہ ہی ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان ہے:

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ ○[48]

ترجمہ: کہیں گے: اے ہمارے ربّ! تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا۔

امام تاج الدین مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

48۔ غافر:١١۔

اور یہ جواب سابقہ چھ جوابات کے علاوہ ہے اور اگر اسے تسلیم کرلیا جائے تو یہ ساتواں جواب ہو گا مگر میرے (امام جلال الدین سیوطی) نزدیک اس جواب پر چند اشکالات ہیں۔

اس جواب کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ برزخ میں حیات دائمی سے موجود تو ہیں لیکن بعض اوقات نطق (یعنی گفتگو) نہیں کرسکتے بلکہ جب سلام ہوتا ہے تب ہی جواب کے لیے نطق (گفتگو) فرماتے ہیں حالانکہ یہ معاملہ تو بہت بعید بلکہ دلائل کے اعتبار سے ممنوع ہے، اس لیے کہ عقل و نقل دونوں ہی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں بلکہ اس کے بر عکس دلائل فراہم کرتے ہیں۔

1۔ **نقل:** (احادیث واقوال ائمہ کرام)

کثیر احادیث مبارکہ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے حالاتِ برزخی کے بارے میں موجود ہیں جن میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام جو چاہتے ہیں، گفتگو فرماتے ہیں، انہیں کسی چیز سے منع نہیں کیا جاتا بلکہ اسی طرح تمام مؤمنین و شہداء اور دیگر نیک لوگوں کا حال ہے کہ جو چاہیں، گفتگو کرتے ہیں اور کسی چیز سے منع نہیں کیے جاتے، برزخ میں کسی ایک کی بھی گفتگو سے ممانعت کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں ہے، سوائے اس شخص کے جو بغیر وصیت کے مر گیا ہو۔

حدیث نمبر 25

(امام الحدیث) ابو الشیخ ابن حیان نے "کتاب الوصایا" میں حضرت قیس بن قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يُوْصِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فِي الْكَلَامِ مَعَ الْمَوْتٰى، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَهَلْ تَتَكَلَّمُ الْمَوْتٰى؟ قَالَ: نَعَمْ وَيَتَزَاوَرُوْنَ.[49]

ترجمہ: جس شخص نے وصیت نہ کی ہو تو اسے مُردوں سے کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی، عرض کی گئی: یارسول اللہ! کیا مُردے بھی کلام کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے بھی ہیں۔

حدیث نمبر 26

(امام، شیخ الاسلام) تقی الدین (ابوالحسن علی) سبکی (متوفی ۷۵۶ھ "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" میں) لکھتے ہیں:

انبیائے کرام علیہم السلام اور شہدائے عظام کی برزخی زندگی ایسی ہی ہے جیسا کہ اُن کی دنیاوی زندگی تھی اور اس کی دلیل حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھنا ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کا تقاضہ کرتی ہے، اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام کی وہ تمام صفات جن کا ظہور شب معراج ہوا (مثلاً جماعت سے نماز پڑھنا وغیرہ) وہ تمام اجسام ہی کی صفات ہیں اور اس حقیقی حیات سے یہ بات لازم نہیں ہوتی کہ اُن کے اجسام کو کھانے، پینے کی بھی حاجت ہو جیسا کہ دنیا میں

49۔ جامع الاحادیث للسیوطی: ۷/ ۱۰۵: رقم: ۲۱۱۸۹۔

حاجت ہوتی تھی اور جہاں تک اِدراک و شعور مثلاً جاننے و سننے کا تعلق ہے تو یہ یقینی طور پر انبیائے کرام علیہم السلام اور دیگر فوت شدہ لوگوں کے لیے ثابت بھی ہے۔ امام شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔ [50]

2۔ عقل:

اور عقلاً اس وجہ سے منع ہے کہ بعض اوقات گفتگو سے روک دیا جانا یہ تو عذاب و سزا کی ہی ایک قسم ہے، اسی وجہ سے جو شخص وصیت کیے بغیر مر جائے، اسے یہ سزا دی جائے گی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس بات سے منزہ و پاک ہیں کہ انہیں سزا دی جائے، اِن وجوہات کی بناء پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گفتگو سے روکا جانا کسی بھی طرح درست معلوم نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر 27

جیسا کہ یہ حدیث کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا:

لَا كُرْبَةَ عَلٰى أَبِيْكَ بَعْدَ الْيَوْمِ. [51/52]

ترجمہ: آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

50۔ شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام للسبکی: ص: ۴۰۹۔

51۔ صحیح البخاری: کتاب المغازی: باب مرض النبی ووفاتہ: ص: ۱۰۹۲: رقم: ۴۴۶۲: مشکوۃ: کتاب الفضائل: باب ھجرۃ أصحابہ من مکۃ ووفاتہ: ص: ۱۶۸۲: رقم: ۵۹۶۱۔

52۔ اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وصال کے بعد آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نطق (گفتگو) سے روکا جانا یہ سزا ہے جو کہ تکلیف ہی کی صورت ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کو گفتگو سے ممانعت بھی نہیں ہوگی کیونکہ اگر نطق منع ہو تو باعث تکلیف ہے اور یہ بات اس حدیث کے خلاف ہے۔

اور جب اُمت محمدیہ کے شہداء و مومنین سوائے سزا والوں کے (یعنی تارکِ وصیت) برزخ میں گفتگو کرنے سے منع نہیں کیے جاتے تو حضور ﷺ کیوں کر گفتگو سے منع کیے جائیں گے؟

یہاں شیخ تاج الدین (فاکہانی مالکی) کے کلام پر وارد اشکال کو ختم کرنے کے لیے یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ روح سے نطق (گفتگو) مراد لی جائے اور ''رَدَّ'' سے بغیر جدائی کے اِستمرار و دوام کو مراد لیا جائے، اُسی کیفیت پر جسے ہم نے ''جواب ثالث'' (ہماری ترتیب میں جواب نمبر ۴) میں بیان کیا ہے (یعنی مشاہدات ملکوت وسماوات اور جمال الٰہی کے اِستغراق سے افاقہ کو ''رَدَّ'' سے تعبیر کرنا)۔

تو اس صورت میں حدیث میں دو مجاز استعمال ہوں گے:

۱۔ لفظ ''اَلرَّدُّ'' میں مجازی معنی استعمال ہو گا۔

۲۔ لفظ ''روح'' میں مجازی معنی استعمال ہو گا۔

اوّل ''اَلرَّدُّ'' میں بطورِ استعارہ تبعیہ کے اور دوسرے ''روح'' میں بطورِ مجاز مرسل کے۔

لیکن اگر ہماری بیان کردہ وجہ ثالث (ہماری ترتیب میں جواب نمبر ۴) پر حدیث کو محمول کیا جائے تو صرف ایک ہی مرتبہ مجازی معنی استعمال ہو گا صرف ''اَلرَّدُّ'' میں (اور علم بلاغت میں یہی طریقہ بہتر ہے)۔

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جواب نمبر 8

اور اس جواب سے مزید ایک اور جواب حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''روح'' سے کنایۃً سماعت مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ پر

آپ ﷺ کی ''سَمۡعِ خَارِقِ لِلۡعَادَۃ'' (معجزانہ سماعت) کو لوٹا دیتا ہے، اس طرح کہ حضور نبی کریم ﷺ سلام بھیجنے والے کے سلام کو خود سنتے ہیں، خواہ سلام کہنے والا کتنی ہی دور کیوں نہ ہو اور اس کو بغیر کسی وسیلہ (فرشتے کے) جواب بھی دیتے ہیں۔

اور اس سماعت سے عام طرح کی سماعت جو کہ لوگوں میں ہوتی ہے، وہ مراد نہیں ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو دنیا ہی میں خرقِ عادت سماعت (معجزانہ سماعت) دی گئی تھی، جس کی وجہ سے آسمان کی چرچراہٹ کی آواز سنتے تھے، اس بارے میں روایات کو معجزات کی کتب میں بیان کیا گیا ہے اور سماعت کی یہ معجزاتی کیفیت کبھی کبھی حضور نبی کریم ﷺ سے جدا بھی ہو جاتی تھی لیکن پھر لوٹ آتی تھی اور اس بات پر کوئی اعتراض نہیں، تو آپ ﷺ کی برزخی حالت ویسی ہی ہے جیسا کہ دنیاوی حالت تھی۔

مشاہدات عالم ملکوت

جواب نمبر 9

اِس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوتا ہے کہ روح سے کنایۃً عمومی سماعت ہی مراد لی جائے (یعنی معجزانہ سماعت کے بجائے عادی سماعت ہی مراد لی جائے) اور ''رَدَّ'' سے مشاہداتِ ملکوت وغیرہ سے افاقہ مراد لیا جائے (تو اس طرح مراد لینے سے یہ کلام حاصل ہو گا) کہ اللہ تعالیٰ سلام کے جواب کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی توجہ کو دنیا کی طرف مبذول فرما دیتا ہے اور جب سلام کا جواب ارشاد فرما دیتے ہیں تو دوبارہ اپنے مشاہدات میں لوٹ جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کے چند مبارک برزخی اُمور

جواب نمبر 10

اس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوتا ہے کہ ”روح کے لوٹنے“ سے اُن برزخی معاملات سے فارغت مراد لی جائے جو کہ برزخ میں در پیش ہوتے ہیں جیسا کہ اعمالِ اُمت کو ملاحظہ فرمانا، گناہ گاروں کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا، اُمت کے لیے بلاؤں سے نجات کی دعا کرنا، زمین کے مختلف حصوں کو اپنے وجود سے متبرک کرنے کے لیے تشریف لے جانا اور اپنی اُمت کے صالحین کے جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لے جانا وغیرہ تو یہ تمام اُمور حضور نبی کریم ﷺ کے برزخی مشغولات سے متعلق ہیں جیسا کہ کئی احادیث و آثار میں اس کا بیان موجود ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ پر سلام پیش کرنا، افضل تر اعمال اور اعظم ترین نیکیوں میں سے ہے، اسی وجہ سے سلام کا جواب دینے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہم مشغولات سے ایک لمحہ کے لیے فراغت پا کر اپنے اُمتی کو جوابِ سلام سے مشرف فرماتے ہیں۔

یہاں تک دس جوابات مذکور ہوئے ہیں اور یہ تمام میری اپنی سوچ کا نتیجہ ہیں۔ جاحظ نے کیا خوب کہا ہے:

اِذَا نَكَحَ الْفِكْرُ الْحِفْظَ وُلِدَ الْعَجَائِبُ.

جب علم کا رشتہ غور و فکر سے ہو جائے تو عجائبات کا ظہور ہوتا ہے۔

قلبِ اَقدس میں خوشی وسُرور

جواب نمبر 11

اس تفصیل کی روشنی میں مجھ پر ایک اور جواب واضح ہوا کہ روح سے "روح الحیاۃ" مراد نہ لی جائے بلکہ خوشی و سرور مراد لیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ ۝[53]

ترجمہ: تو راحت اور پھول۔

اس آیت مبارکہ میں "فَرَوْحٌ" کو راء کے ضمہ (پیش) کے ساتھ "فَرُوْحٌ" بھی پڑھا گیا ہے (تو اب اس توجیہ کے پیش نظر کلام یوں ہو گا) کہ حضور نبی کریم ﷺ کو محبت کے ساتھ سلام کرنے کی وجہ سے سلام کے وقت جو خوشی و سرور قلب مقدس میں اُمت کی محبت کے سبب پیدا ہوتی ہے، اس کے لوٹنے پر محمول کیا جائے۔[54]

53۔ الواقعہ: ۸۹۔

54۔ یعنی حدیث میں "رَدَّ اللہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" سے مراد "روح الحیاۃ" نہیں بلکہ خوشی ہے اور سلام کے وقت محبت قلبی کی وجہ سے جو خوشی و سرور حاصل ہوتی ہے تو اس خوشی کے حصول کو "رَدَّ اللہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

دُرود پاک کا ثواب

جواب نمبر 12

اِس تفصیل کی روشنی میں مجھے ایک اور جواب واضح ہوا کہ روح سے مراد وہ رحمت ہے جو دُرود پاک کے ثواب سے حاصل ہوئی ہے۔

(الامام الکبیر محمد) ابن اثیر (الجزری متوفی ۶۰۶ھ) اپنی کتاب **"النہایہ"** میں لکھتے ہیں:

"روح" کا ذکر قرآن پاک و احادیث مبارکہ میں کئی جگہ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے لیکن غالب و اکثر جگہ "روح" سے مراد وہ روح ہے جس کی بدولت جسم زندہ رہے اور پھر "روح" کا اطلاق بسا اوقات "قرآن"، "وحی"، "رحمت" اور حضرت جبرائیل" پر بھی ہوتا ہے۔

امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر" میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

وہ اس آیت میں فَرَوْحٌ کو راء کے ضمہ (پیش کے ساتھ یعنی فَرُوْحٌ) سے پڑھتے اور فرماتے تھے کہ "روح" سے مراد "رحمت" ہے۔[55]

55۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "رُوْحٌ" (یعنی راء پر پیش) پڑھا اور فرمایا: اس سے مراد جنت میں بقا اور حیات ہے اور رحمت سے یہی مراد ہے۔
ابن ماجہ، ترمذی، ابو داؤد۔

انبیاء زندہ ہیں

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ماقبل گزری کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فرشتہ دُرود پاک لے کر میری قبر میں ایسے داخل ہوتا ہے جیسا کہ کوئی تمہیں تحائف دینے آتا ہے۔ تو اس سے مراد دُرود پاک کا ثواب ہے اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے انعامات واکرامات ہیں۔

مَلک خادمانِ سرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر 13

اِس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوا کہ "روح" سے مراد وہ فرشتہ لیا جائے جو کہ سلام پہنچانے کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر مقرر ہے اور "روح" کا اطلاق حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ دیگر فرشتوں پر بھی ہوتا ہے۔[56]

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اَشراف الملائکۃ" کو "اَرواح" کہا جاتا ہے تو اب "رَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ رُوْحِیْ" کا معنی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے سلام پہنچانے والے فرشتے کو میری طرف بھیجا۔

56۔ ہم عاشقانِ رسول کو اُس فرشتے کا نام بتاتے جائیں جو ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس ڈیوٹی کے لیے قیامت تک موجود رہے گا، امام جلال الدین سیوطی نے الکنز المدفون، ص۲۰۹ پر اس فرشتے کا نام سیّدنا "مطروس" علیہ السلام لکھا ہے جبکہ امام ابن بشکوال نے "القربۃ الی رب العالمین بالصلاۃ علی محمد سید المرسلین" ص:۹۴: باب:۱۰: رقم:۹۴: پر اس فرشتے کا نام سیّدنا "منطروس" علیہ السلام لکھا ہے۔

تنبیہ بر کلام شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی

شیخ تاج الدین (فاکہانی مالکی) کے (ماقبل ذکر کیے گئے) کلام میں دو باتیں قابل وضاحت ہیں:

حدیث نمبر 28

(۱) شیخ تاج الدین نے حدیث[57] کو امام ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کو اصحاب (صحاح) ستہ میں سوائے امام ابو داؤد کے کسی اور امام نے روایت نہیں کیا ہے جیسا کہ امام حافظ جمال الدین مزی (متوفی ۷۴۸ھ "صاحب تہذیب الکمال") نے اپنی کتاب "الاطراف" میں اس کی وضاحت کی ہے۔

(۲) شیخ تاج الدین نے حدیث کو "رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ" کے الفاظ سے روایت کیا ہے اور "سنن ابی داؤد" میں بھی اسی طرح مروی ہے لیکن امام بیہقی نے اسے "رَدَّ اللهُ اِلَيَّ رُوْحِيْ" کے الفاظ سے روایت کیا ہے اور یہی زیادہ بہتر ہے،

57۔ "مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ"
ترجمہ: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالی میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔
سنن أبي داوٗد: کتاب المناسک: باب: زیارۃ القبور: ص: ۳۵۳: رقم: ۲۰۴۱: مسند احمد: ۱۶/ ۴۷۷: رقم: ۱۰۸۱۵: السنن الکبری للبیھقی: ۵/ ۴۰۲: رقم: ۱۰۲۷۰: شعب الایمان: ۶/ ۵۲: رقم: ۳۸۶۴: المعجم الاوسط: ۳/ ۲۶۲: رقم: ۳۰۹۲: مجمع البحرین للھیثمی: ۸/ ۲۵: رقم: ۴۶۴۸۔

اس لیے کہ دونوں افعال متعدی میں ایک لطیف فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ "رَدَّ" جب "عَلٰی" کے لفظ کے ساتھ متعدی ہو تو اہانت کے معنی مراد ہوتے ہیں اور جب "اِلٰی" کے لفظ کے ساتھ متعدی ہو تو اکرام و تعظیم کے معنی مراد ہوتے ہیں۔

"صحاح" میں لکھا ہے، جب کسی کے تحفہ کو قبول نہ کیا جائے، یا خطا کا معاملہ ہو تو کہا جاتا ہے "رَدَّ عَلَیَّ الشَّیْئَ" اور جب لوٹنے کا معاملہ ہو یا جواب دینے کا تو کہا جاتا ہے "رَدَّ اِلٰی مَنْزِلِهٖ" اور "رَدَّ اِلَیْهِ جَوَابًا" وغیرہ۔

"عَلٰی" اور "اِلٰی" کے معانی پر قرآن سے استدلال

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لفظ "عَلٰی" کے متعدی ہو کر اہانت کا معنی دینے کے لیے بطور مثال یہ آیات پیش کرتے ہیں۔

(۱) یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ○[58]

ترجمہ: تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں لوٹا دیں گے۔

(۲) رُدُّوْهَا عَلَیَّ ؕ[59]

ترجمہ: انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔

(۳) وَ نُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا ○[60]

ترجمہ: اور اُلٹے پاؤں پلٹا دیے جائیں۔

58۔ آل عمران، ۱۴۹۔
59۔ ص، ۳۳۔
60۔ الانعام، ۷۱۔

"اِلٰی" کے متعدی ہو کر اکرام کا معنی دینے کے لیے بطور مثال یہ آیات پیش کرتے ہیں۔

(۱) فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ ○[61]

ترجمہ: تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف پھیرا۔

(۲) وَّ لَىٕنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا○[62]

ترجمہ: اور اگر میں اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا۔

(۳) ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ[63]

ترجمہ: پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولی اللہ کی طرف۔

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"رَدَّ" کبھی "تفویض" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہا جاتا ہے، "رَدَدْتُ الْحُکْمَ فِیْ کَذَا اِلٰی فُلَانٍ" (اس بارے میں حکم کو میں نے فلاں کو لوٹا دیا) یعنی میں نے اسے تفویض کر دیا۔

61۔ القصص، ۱۳۔

62۔ الکہف، ۳۶۔

63۔ الانعام، ۶۲۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

(۱) فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ۝[64]

ترجمہ: پھر اگر تم میں کسی بات جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

(۲) وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ۝[65]

ترجمہ: اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے۔

بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

جواب نمبر 14

اس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کے جواب دینے کا معاملہ میرے سپرد کر دیا ہے (یہ تاویل وجواب اس صورت میں درست ہوگی) کہ ''روح'' سے ''رحمت'' مراد لی جائے اور دُرود پاک تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت ہی ہے، سلام پڑھنے والا اپنے سلام کی بدولت اللہ تعالیٰ سے یقینی طور پر صلوۃ (رحمت) کا متمنی ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے:

64۔ النساء،۵۹۔

65۔ النساء۸۳۔

حدیث نمبر 29

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْراً.[66]

ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ دُرود (رحمت) بھیجتا ہے۔

''صلوۃ'' کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی جانب ہو تو اس سے ''رحمت'' مراد ہوتی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ رحمت کا معاملہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ سلام کہنے والے کے لیے دعا کریں تاکہ قبولیت یقینی ہو جائے پس سلام کہنے والے کو جو رحمت ملتی ہے، وہ دعائے رسول ااور آپ ﷺ کے جوابِ سلام کی بدولت ملتی ہے اور سلام قبول کر کے دعا فرمانا اور رحمت و ثواب کا ملنا، یہ دراصل شفاعت ہی کی ایک قسم ہے۔

اس گفتگو کے پیش نظر حدیث کے لفظ ''روحی'' میں جو اضافت ہے وہ فقط ملابست کے لیے ہے اور اس کی مثال حدیث شفاعت میں بھی موجود ہے:

'' فَيَرُدُّهَا هَذَا اِلَى هَذَا، وَهَذَا اِلَى هَذَا، حَتَّى يَنْتَهِي اِلَى مُحَمَّدٍ''

اور حدیث معراج میں بھی ملابست کی مثال موجود ہے۔

66۔ صحیح مسلم: کتاب الصلوٰۃ: باب الصلوۃ علی النبی بعد التشہد: ص: ۱۹۳ : رقم: ۴۰۸ : سنن النسائی: کتاب السھو: باب الفضل فی الصلوۃ علی النبی: ص: ۲۱۱ : رقم: ۱۲۹۶ : سنن الترمذی: کتاب الوتر: ماجاء فی فضل الصلوۃ علی النبی: ص: ۱۲۸: رقم: ۴۸۴ : مسند ابی عوانۃ: ۱/ ۵۴۶ : رقم: ۲۰۴۰ : سنن الدارمی: ۳/ ۱۸۲۵ : رقم: ۲۸۱۴ : مسند احمد: ۱۴/ ۴۴۴ : رقم: ۸۸۵۴ : ابن حبان: ۳/ ۱۸۷: رقم: ۹۰۶: معجم الصغیر: ۲/ ۱۲۶ : رقم: ۸۹۹۔

"لَقِیْتُ لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِیْ إِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی فَتَذَاکَرُوْا أَمْرَ السَّاعَۃِ فَرُدُّوْا أَمْرَهُمْ إِلٰی إِبْرَاهِیْمَ فَقَالَ: لَا عِلْمَ لِیْ بِهَا فَرُدُّوْا أَمْرَهُمْ إِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ: لَا عِلْمَ لِیْ بِهَا فَرُدُّوْا أَمْرَهُمْ إِلٰی عِیْسٰی۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ مذکور توجیہ کی بنا پر حدیث کا مطلب یوں ہو گا:

اللہ تعالیٰ نے اس رحمت کا معاملہ میرے سپرد فرمادیا ہے جو کہ مجھ پر سلام پڑھنے کی بدولت اُسے (سلام پڑھنے والے کو) ملنے والی تھی تو اب (معاملہ کی سپردگی کی وجہ سے) میں خود اللہ تعالیٰ سے اُس کے لیے دعا کرتا ہوں (تاکہ قبولیت یقینی ہو جائے) بایں طور کہ اُس کے سلام کے جواب میں لفظ سلام کہہ کر اسے سلام کا جواب دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔

گِروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

جواب نمبر 15

اس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوا ہے کہ "روح" سے مراد وہ رحمت و شفقت لی جائے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے قلب انور میں اپنی اُمت کے لیے ہے (اور شفقت کے باوجود) بعض اوقات ایسے شخص پر غضب بھی فرماتے ہیں جو کہ کثرت سے گناہ کرتا ہو یا اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو پامال کرتا ہو[67]۔

67۔ تو یہ غضب فرمانا آپ ﷺ کی محبت و رحمت کے منافی نہیں ہے بلکہ دراصل اس شخص کے لیے رحمت ہی ہے جیسا کہ ایک باپ اپنے بیٹے کو ڈانٹتا بھی ہے اور پیار بھی کرتا ہے تو باپ کا ڈانٹنا بیٹے کے لیے برائی سے بچنے کا سبب ہوتا ہے بلا تمثیل حضور نبی کریم ﷺ بھی امتی کے لیے گناہوں پر ناراض اور نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر 30

اور حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود پاک پڑھنا گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

اِذَن تَكْفِيَ هَمَّكَ وَيَغْفِرَ ذَنْبَكَ.[68]

ترجمہ: تمہارے اِرادوں (اور عزائم) میں کفایت فرمائی جائے گی اور تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ بیشک جو کوئی حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود و سلام پڑھتا ہے اگرچہ وہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو لیکن میں اس کی طرف اپنی رحمت خاص سے متوجہ ہوتا ہوں اور بذات خود اسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اور سلام کرنے والے کا گناہ گار ہونا، اسے سلام کے جواب سے محروم نہیں کرتا ہے، یہ ایک نفیس فائدہ اور عظیم بشارت ہے۔

یہ فائدہ نفی عام کے موقع پر "مِنْ" اِستغراقیہ لانے سے حاصل ہوتا ہے، "مِنْ" زائدہ لانے سے اِستغراقِ نفی پر نص ہو گی اور اس بات کا احتمال زائل ہو جاتا ہے کہ یہاں عام کا ذکر ہے اور خاص مراد ہے۔

68۔ الترغیب والترھیب للمنذری: ۲/ ۶۷۳ : رقم: ۲۴۳۷۔

اور یہ آخری جواب تھا جسے فی الحال اللہ تعالیٰ نے مجھ پر منکشف فرمایا اور اگر اس کے بعد بھی کوئی نفیس جواب معلوم ہوا تو میں اُسے بھی اِن جوابات کے ساتھ شامل کر دوں گا۔وَاللہُ الْمُوَفِّقُ بِمَنِّہٖ وَ کَرَمِہٖ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

پھر اس کتاب کے لکھنے کے بعد میں نے حدیث مسئول (جس کے بارے میں سوال ہوا تھا) کو امام بیہقی کی کتاب **"حیاۃ الانبیاء"** میں دیکھا تو اس میں حدیث اِن الفاظ سے مروی تھی:

"اِلَّا وَ قَدْ رَدَّ اللہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کے الفاظ میں لفظ "قَدْ" کی تصریح کی ہے۔

فَحَمِدْتُ اللہَ کَثِیْرًا

اور روایت اِسقاط (یعنی جس میں لفظ "قَدْ" نہیں ہے) میں لفظ "قَدْ" کو مضمر (پوشیدہ) ہونے پر محمول کیا جائے گا اور لفظ "قَدْ" کا روایت میں حذف ہونا تو یہ راویوں کے تصرف کی وجہ سے واقع ہوا ہے، اس بات کو ہم نے وجہ ثانی میں بیان کر کے اسی جانب اپنا میلان فکری ظاہر کیا تھا اور اب چونکہ روایت حقیقتاً انہیں الفاظ سے منقول ہے لہٰذا میرے نزدیک اسی کو ترجیح ہو گی اور یہ بہترین جواب ہو گا۔

خلاصہ کلام

(ان تمام جوابات کی روشنی میں) حدیث کا معنی یوں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد اُن کی روح کو لوٹا دیا ہے تو اب وہ دائمی حیات ہیں حتی کہ اگر کوئی سلام کرے تو زندہ ہونے کی وجہ سے اُسے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں تو اب یہ حدیث دیگر اُن احادیث کے موافق ہو گئی ہے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر میں حیات پر دلالت کرتی ہیں اور اب کوئی حدیث بھی کسی طور سے اس حدیث کے منافی نہیں ہے ۔وللہ الحمد والمنۃ

اسی وجہ سے بعض محدثین[69] نے فرمایا:

جب تک ہم کسی حدیث کو ۷۰ طریقوں سے نہ لکھ لیں، تب تک ہم اسے تسلیم نہیں کرتے (یعنی صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے)۔

یہ اسی وجہ سے ہے کہ مختلف طریقوں میں الفاظِ متن اور اسناد کی وجہ سے صحت کا یقین ہو جاتا ہے اور طریق ناقص سے طریق کامل کا امتیاز ہو جاتا ہے۔

69۔ یہ امام ابو حاتم رازی معاصر امام بخاری کا قول ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ص ۳۰۱ پر بھی مذکور ہے۔

تمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ...

"اَنبَاءُ الْاَذْکِیَاءِ فِیْ حَیَاۃِ الْاَنْبِیَاءِ" کا یہ ترجمہ فقط تین دن کی چند نشستوں میں 26.03.2008، بمطابق، ربیع الاول، ۱۴۲۹ھ بدھ رات AM:4.33 پایۂ تکمیل کو پہنچا، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور نافع عوام وخواص بنائے۔

آمین بجاہ سیدنا النبی الامین ﷺ

ابو محمد اعجاز احمد

غفرلہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ

مأخذ و مراجع

۱	ترجمہ کنزالایمان	امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان (م: ۱۳۴۰)	
۲	تفسیر ابن جریر طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (م: ۳۱۰ھ)	مرکز ہجر للبحوث والدراسات مصر
۳	تفسیر دُرِ منثور	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م: ۹۱۱ھ)	مرکز ہجر للبحوث والدراسات مصر
۴	بخاری شریف	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (م: ۲۵۶ھ)	دار ابن کثیر، بیروت
۵	مسلم شریف	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری (م: ۲۶۱ھ)	دار طیبہ، ریاض (۱۴۲۶ھ)
۶	ترمذی شریف	امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی (م: ۲۷۹ھ)	مکتبۃ المعارف، ریاض
۷	ابو داؤد شریف	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث (م: ۲۷۵ھ)	مکتبۃ المعارف، ریاض
۸	نسائی شریف	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب (م:۳۰۳ھ)	مکتبۃ المعارف، ریاض
۹	ابن ماجہ شریف	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی (م:۲۷۳ھ)	دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت
۱۰	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد (م:۲۳۵ھ)	مکتبۃ الرشد، ریاض (۱۴۲۵ھ)
۱۱	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (م:۲۴۱ھ)	مؤسسۃ الرسالہ، بیروت (۱۴۱۶ھ)
۱۲	سنن دارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی (م:۲۵۵ھ)	دار المغنی، بیروت
۱۳	صحیح ابنِ حبان	امام ابو حاتم محمد بن حبان بستی (م:۳۵۴ھ)	مؤسسۃ الرسالہ بیروت (۱۴۰۸ھ)
۱۴	مسند ابی داؤد طیالسی	امام سلیمان بن داؤد بن الجارود (م:۲۰۴ھ)	مرکز ہجر للبحوث والدراسات مصر
۱۵	شرح السنہ	امام حسین بن مسعود بغوی (م:۵۱۶ھ)	المکتب الاسلامی، بیروت
۱۶	تاریخ بغداد	امام ابو بکر احمد خطیب بغدادی (م:۴۶۳ھ)	دار الحرب الاسلامی، بیروت
۱۷	امتاع الاسماع	امام احمد بن علی المقریزی (م:۸۴۵ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۱۸	تاریخ جرجان	امام ابو القاسم حمزہ بن یوسف (م:۴۲۷ھ)	مطبع نعمانیہ حیدرآباد، دکن (۱۳۶۹ھ)
۱۹	الروض الانف	امام محدث عبد الرحمن سہیلی (م:۵۸۱ھ)	دار الکتب الاسلامیہ، بیروت
۲۰	عیون الاثر	امام ابن سید الناس یعمری (م:۷۳۴ھ)	دار ابن کثیر، بیروت
۲۱	طبقات ابن سعد	امام محمد بن سعد بن منیع الزہری (م:۲۳۰ھ)	مکتبۃ الخانجی قاہرہ، مصر

۲۲	معجم کبیر	امام ابو القاسم سلیمان طبرانی (م:۳۶۰ھ)	مکتبۃ ابن تیمیہ، قاہرہ
۲۳	معجم اوسط	امام ابو القاسم سلیمان طبرانی (م:۳۶۰ھ)	دار الحرمین، مصر (۱۴۱۵ھ)
۲۴	معجم صغیر	امام ابو القاسم سلیمان طبرانی (م:۳۶۰ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت (۱۴۰۳ھ)
۲۵	معجم الصحابۃ	امام عبد الباقی بن قانع (م:۳۵۱ھ)	مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، بیروت
۲۶	مسند ابی یعلی موصلی	امام حافظ احمد بن علی التمیمی (م:۳۰۷ھ)	دار المأمون للتراث، بیروت
۲۷	مستدرک للحاکم	امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری (م:۴۰۵ھ)	دار الحرمین، مصر (۱۴۱۷ھ)
۲۸	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	مکتبۃ الرشد ریاض (۱۴۲۳ھ)
۲۹	سنن کبریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۰	تاریخ الکبیر	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (م:۲۵۶ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۱	مسند بزار	امام ابو بکر احمد بن عمرو البزار (م:۲۹۴ھ)	مکتبۃ العلوم والحکم، مدینۃ المنورۃ
۳۲	الفردوس بماثور الخطاب	امام ابو شجاع شیرویہ دیلمی (م:۵۰۹ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت (۱۴۰۶ھ)
۳۳	الاحادیث المختارۃ	امام ضیاء الدین محمد مقدسی حنبلی (م:۶۴۳ھ)	دار خضر، بیروت (۱۴۲۱ھ)
۳۴	مشکاۃ المصابیح	امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی (م:۷۴۲ھ)	المکتب الاسلامی، بیروت (۱۳۹۹ھ)
۳۵	مجمع البحرین	امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی (م:۸۰۷ھ)	مکتبۃ الرشد، ریاض
۳۶	کشف الاستار	امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی (م:۸۰۷ھ)	مؤسسۃ الرسالہ بیروت (۱۴۰۴ھ)
۳۷	دلائل النبوۃ	امام ابو نعیم اصبہانی (م:۴۳۰ھ)	دار النفائس، بیروت
۳۸	دلائل النبوۃ	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۹	تاریخ ابن عساکر	امام علی بن حسن ابن عساکر (م:۵۷۱ھ)	دار الفکر، بیروت (۱۴۱۵ھ)
۴۰	الشفاء	امام ابی الفضل عیاض مالکی (م:۵۴۴ھ)	المکتبۃ الحقانیہ، بشاور
۴۱	المواہب اللدنیہ	امام احمد بن محمد قسطلانی (م:۹۴۳ھ)	المکتب الاسلامی، بیروت
۴۲	کنز العمال	امام علاء الدین علی متقی ہندی (م:۹۷۵ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۴۳	زرقانی علی المواہب	امام محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی (م:۱۱۲۴ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۴۴	الحاوی للفتاوی	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
۴۵	مسالک الحنفاء	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	دار الامین، مصر

۴۶	السبل الجلیۃ	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	مخطوطہ جشاہ سعودیونیورسٹی سعودی عرب
۴۷	مرام الکلام	امام عبدالعزیز پرھاروی (م:۱۲۳۹ھ)	مکتبۃ السلفیہ، ملتان
۴۸	القربۃ الی رب العالمین	امام ابو القاسم خلف ابن بشکوال (م:۵۷۸ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۴۹	الکنز المدفون	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	طبع بیروت ۱۲۹۳ھ
۵۰	المطالب العالیہ	امام ابن حجر عسقلانی (م:۸۵۶ھ)	دار العاصمہ، ریاض
۵۱	الصلات والبشر	امام شیخ مجد الدین فیروزآبادی (م:۸۱۷ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۵۲	خصائص یوم الجمعہ	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	دار الحدیث، قاہرہ، ۱۹۹۱ء
۵۳	القند فی ذکر علماء سمرقند	امام نجم الدین عمر نسفی (م:۵۳۷ھ)	مکتبۃ الکوثر، سعودی عرب، ۱۹۹۱ء
۵۴	حیاۃ الانبیاء	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ
۵۵	طبقات الشافعیہ	امام تاج الدین عبد الوھاب سبکی (م:۷۷۱ھ)	دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت
۵۶	صحیح ابن خزیمہ	امام ابو بکر محمد بن اسحاق سلمی (م:۳۱۱ھ)	المکتب الاسلامی، بیروت
۵۷	مسند ابو عوانہ	امام یعقوب بن اسحاق اسفرائینی (م:۳۱۶ھ)	دار المعرفۃ، بیروت
۵۸	بغیۃ الباحث	امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی (م:۸۰۷ھ)	الجامعۃ الاسلامیۃ، مدینہ منورہ
۵۹	موارد الظمان	امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی (م:۸۰۷ھ)	دار الثقافۃ العربیۃ، بیروت
۶۰	کتاب الاعتقاد	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	دار الفضیلۃ، ریاض
۶۱	التذکرۃ	امام ابو عبد اللہ محمد اندلسی قرطبی (م:۶۷۱ھ)	دار المنہاج، ریاض
۶۲	شفاء السقام	امام تقی الدین علی السبکی الشافعی (م:۷۵۶ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۶۳	جامع الاحادیث	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	دار الفکر، بیروت
۶۴	حسن المحاضرۃ	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت
۶۵	الکوکب السائرۃ	امام شیخ نجم الدین الغزی (م:۱۰۶۱ھ)	دار الکتب العلمیہ
۶۶	النور السافر	امام عبد القادر عیدروس (م:۱۰۳۸ھ)	دار صادر بیروت
۶۷	شذرات الذھب	امام شہاب الدین ابن العماد (م:۱۰۸۹ھ)	دار ابن کثیر بیروت
۶۸	سعادت الدارین	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی (م:۱۳۵۰ھ)	دار الفکر، بیروت
۶۹	فتاوی رضویہ	امام احمد رضا خان محدث بریلی (م:۱۳۴۰ھ)	رضا فاؤنڈیشن لاہور

فضیلۃ الاستاذ المفتی

ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

کی دیگر علمی و تحقیقی کتابیں

[1] ترجمہ و تحقیق "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" (سلطنت عثمانیہ کا قانونی دیوان)، مؤلفہ: سلطنت عثمانیہ کے جلیل القدر علماء و قانون داں، (400 صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[2] ترجمہ و تحقیق "الرسائل الخمس" (بنام: رسائل امام عابد سندھی) مؤلفہ: امام محمد عابد سندھی انصاری رحمۃ اللہ علیہ، (170 صفحات) مطبوعہ: مکتبہ غوثیہ، کراچی، پاکستان۔

[3] ترجمہ و تحقیق "اخلاق النبی وآدابہ" (بنام: انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی) مصنف: امام ابو الشیخ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ، (250 صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[4] ترجمہ و تحقیق "ایضاح الدلالات فی سماع الآلات" (بنام: موسیقی اور سماع اسلام کی نظر میں) مصنف: امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ، (208 صفحات)، دار البیان، کراچی۔

[5] ترجمہ و تحقیق "رسائل امام جلال الدین سیوطی "مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (جلد اوّل، 500 صفحات، جلد ثانی، زیر قلم)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[6] ترجمہ و تحقیق "النعمۃ الکبریٰ علی العالم "مصنف: امام ابن حجر مکی ہیثمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اشاعت اوّل: مکتبہ علیمیہ، کراچی (64 صفحات)، تحقیقی ایڈیشن (مع اعتراضات کے جوابات۔128 صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[7] ترجمہ و تحقیق "انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء" (بنام:حیاتِ انبیاء) مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (72 صفحات)، مطبوعہ: جماعت محمودیہ، سجاول، سندھ۔

[8] ترجمہ و تحقیق "حصول الرفق بأُصول الرزق" (بنام: رزق میں برکت کے نبوی وظائف) مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (38 صفحات) مطبوعہ: جمعیت اشاعت اہلسنّت، کراچی، پاکستان۔

[9] ترجمہ و تحقیق "سھام الاصابۃ فی الدعوات المستجابۃ" (بنام: دعائیں کیسے قبول ہوں؟) مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (70صفحات)، مطبوعہ: جمعیت اشاعت اہلسنّت، کراچی، پاکستان۔

[10] ترجمہ و تحقیق "المورد الروی فی المولد النبوی" (بنام:میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) مصنف: امام ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ، (168 صفحات)، دارالبیان، کراچی۔

[11] ترجمہ و تحقیق "حسن المقصد فی عمل المولد" مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (32صفحات) مطبوعہ: ماہنامہ "المقصود" کراچی، پاکستان۔

[12] ترجمہ و شرح "شرح العقائد النسفیۃ" مصنف: امام سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ، (500صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[13] تحقیق و تخریج "فرشتے ہی فرشتے" مؤلفہ: فضیلۃ الامام فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ، (512صفحات)، اشاعت اوّل، بزم اویسیہ، کراچی، اشاعت ثانی، دارالبیان، کراچی۔

[14] تحقیق و تخریج "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام" امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ، (92 صفحات)، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا/دار المبرور، کراچی، پاکستان۔

[15] "تذکرۂ امام ابن حجر مکی" مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (32 صفحات)، مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی، پاکستان۔

[16] **"مظلوم مصنف"** (حیات واَحوال فضیلۃ الامام فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ)، مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (92 صفحات)، اِدارہ تالیفات اویسیہ، بہاولپور، پاکستان۔

[17] **"مہینوں کے فضائل"** (دو حصے) مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (64 صفحات) مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی، پاکستان۔

[18] **"فیضانِ علم ومقام اولیاء"** مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (32 صفحات) مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی، پاکستان۔

[19] **"حاضر وناظر کا ثبوت"** مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (32 صفحات) مطبوعہ: انجمن عاشقان غوث اعظم، گلبہار، کراچی، پاکستان۔

[20] تخریج **"بہار شباب"** مؤلفہ: مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، (64 صفحات)، اشاعت اوّل: مکتبہ علیمیہ، کراچی (محرم ۱۴۲۹ھ / جنوری ۲۰۰۸ء) / اشاعت ثانی: (80 صفحات): جمعیت اشاعت اہلسنّت، کراچی، پاکستان (ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ / اکتوبر ۲۰۱۳ء)۔

[21] تخریج وتسہیل **"سیرت محبوب سبحانی"** مؤلفہ: پیر طاہر علاؤالدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، (72 صفحات)، مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی، پاکستان۔

[22] ترجمہ وترتیب "الاربعین فی فضل اطعام الطعام للانس والمسلمین" (بنام: کھانا کھلانے کا اجر وثواب)، مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (48 صفحات) مطبوعہ: سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ (سلام پبلیشرز)، کراچی، پاکستان۔

[23] **"مسلک شیخ عبد الحق محدث دہلوی"** مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (152 صفحات) مطبوعہ: مکتبہ غوثیہ، کراچی، پاکستان۔

[24] **"مدارس اسلامیہ کا نصاب تعلیم"** (تنقید واصلاح کی روشنی میں)، مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (150 صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[25] **"نعتیہ دیوان"** مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، قلمی، غیر مطبوعہ۔

دارالبیان

کی حالیہ شائع شدہ کتب



دارالبیان